



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اڑسٹھوال اجلاس (جت اجلاس) (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 19 رجوان 2023ء بروز سوموار بہ طلاق 29 رذیقعد 1444 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ رخصت کی درخواستیں۔	03
2		04
3	میزانیہ بابت مالی سال 2022-23ء پر بحث۔	04

ایوان کے عہدیدار

اپیکر-----میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب طاہر شاہ کا کڑ

اپیشل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبدالرحمن

چیف روئٹر-----جناب مقبول احمد شاہ وانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 22 / جون 2023ء بروز جمراۃ بہ طابق 03 روز الحجہ 1444 ھجری،

شام 00:05 بجے زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوَالِلَهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضِ وَإِخْتِلَافِ الْأَيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَتٍ لِّلْأُولَى الْأَلْبَابِ ﴿٢﴾ لَاجِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ

قِيمًا وَ قُعُودًا وَ عَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ح

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ح سُبْحَنَكَ فَقَنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿٣﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران آیات نمبر ۱۸۹ تا ۱۹۱﴾

تیرچہ: اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشا نیاں ہیں عقل والوں کو۔ وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے ٹونے نے یہ عبث نہیں بنا یا تو پاک ہے سب عیبوں سے سوہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ وَمَا أَعْلَمُ إِنَّا إِلَّا أَنْبَلَاغُ۔

جیسا کہ

جناب اپیکر: جزاک اللہ۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیْمِ۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): میرضیاء اللہ لامگو صاحب، ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، میر نصیب اللہ خان مری صاحب اور ڈاکٹر ربانہ بلیدی صاحب، آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اپیکر: ملک سکندر صاحب موجود نہیں ہیں، ویسے کٹ موشن بھی کوئی داخل نہیں ہوئی ہے۔ یہ سنایا ہے۔ ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ تقاریر جو ہوں گی۔ واحد صدیقی صاحب بھی نہیں پہنچے ہیں۔ تو آج کک آف پھر کرتے ہیں اکبر مینگل صاحب سے۔ بسم اللہ ادھر سے کرتے ہیں پہلی تقریر سے۔ جی اکبر صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکر یہ جناب اپیکر صاحب! آپ نے مجھے موقع دیا جب تک پر بحث کرنے کا۔ لیکن اس پہلے میں معزز ایوان کی توجہ اپنے حلقے کی طرف لے جاؤں گا۔ خصوصاً وہ کے علاقے کی طرف، پچھلے چار پانچ دن سے وہاں کشیدگی ہے، تو یہ سب کو پتہ ہے کہ جنگ مشرف کے دور میں جو death squads تشكیل دیئے گئے تھے تو اُس نے خاص کر پورے بلوچستان کو تہس کر کے، ہر قوم و قبیلہ اور بلوچستان کے تمام علاقوں بھی اُسکے ہاتھ سے محفوظ نہیں رہے۔ اُس کا سر غنہ شفیق مینگل تھا اسی کے ہاتھ سے عام نوجوانوں کا قتل عام ہوا لوگوں کو اٹھایا گیا اور بڑے پیمانے پر قتل و غارت ہوئی۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت ٹوک کے علاقے میں جو ضلع خضدار میں ہے، اجتماعی قبروں کی دریافت تھی جہاں ڈھانی سوسے سے زائد افراد زندہ دفن کئے گئے، مارے گئے اور اُسکے علاوہ پورا ضلع خضدار کو ریغال بنایا گیا۔ خضدار کے لوگ migrate کر گئے، سندھ کی طرف، کراچی کی طرف، اسی طرح دوسرے علاقوں میں قتل و غارتگری انکی سر پرستی میں جاری و ساری رہی۔ پھر بعد میں اسکو یہاں کوئی شہر میں ارباب کرم خان روڈ پر لا یا گیا۔ آپ ارباب کرم خان روڈ کے باسیوں سے پوچھیں کہ وہاں کیا حالت تھی۔ لوگ اپنے گھروں پر آ، جانہیں سکتے تھے۔ کوئی کے لوگ ریغال تھے۔ کوئی میں قتل عام جاری و ساری تھے۔ عام شہر یوں کی جس میں ٹیچرز، اسٹوڈنٹس اور ڈاکٹرز تھے، کہ انہیں بھی معاف نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے ایک بہت پریشان گن ماخول پیدا کیا جاسکے۔ جتنے بلوچستان میں بڑے واقعات ہوئے بم دھماکے ہوئے، جیسے کہ شاہ نورانی میں بم دھماکے کا واقعہ ہے۔ جھل مگسی میں بم دھماکے کا واقعہ ہے۔ سیہوں شریف میں لعل شہباز قلندر کے مزار پر بم دھماکہ کا واقعہ دیکھیں۔ سفورہ کا واقعہ آپ اٹھا کر کے دیکھیں، یہ JIAs کی روپورٹس موجود ہیں اور یہاں ہمارے ساتھی نے باقاعدہ اپیکر صاحب کے حوالے کئے تھے وہ documents، لیکن

آج بھی وہ شخص وَندنا تا پھر رہا ہے سرکاری سرپرستی میں۔ حالانکہ وُدھ کے علاقے میں آٹھ سے دس لیویز اہلکاروں کا اجتماعی طور پر قتل عام ہوا۔ رات کی تاریکی میں نہیں دن کے اجائے میں ہوا۔ اور تمام لوگوں نے دیکھا کہ اپنی گاڑیوں میں اپنے کانوائے کے ساتھ آئے ایک چوکی پر حملہ آور ہوئے اور وہاں آٹھ دس لیویز کے اہلکاروں کو شہید کر کے چلے گئے۔ لیکن فرمتی ہے اس ملک کی کہ پچھلے ستر سال سے ہماری پروٹشن، ہماری صنعت، کسی اور حوالے سے آگے نہیں بڑھی ہیں۔ اگر ہم نے نرسریاں بنائی ہیں تو ہشتنگر دی کی نرسریاں بنائی ہیں۔ ہشتنگر دی کو پھیلا یا گیا ہے پوری دنیا میں اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن اداروں کے لئے آپ کے اور ہمارے کاٹ کر کے ٹیکس کا پیسہ دے کر کے انکو پالا جاتا ہے۔ وہی ریاستی ادارے ایسے سر غنوں کو، ایسے ملیشیا کو، ایسے جرامِ پیشہ افراد کو باقاعدہ اٹھا کر کے واردات کرتے ہیں۔ دھماکے کرواتے ہیں۔ پورا جو آپ کا معاشرہ ہے اُسکو آلوہ بناتے ہیں بیغانال بناتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسکے ذمہ دار ہمارے ادارے ہیں انہوں نے death squads بلوچستان میں تشکیل دیئے۔ دونہر کے لوگوں کو سب کو جمع کیا اور سیاسی لوگوں کے خلاف سیاسی پارٹیوں کے خلاف political activists کے خلاف اُنکو استعمال کیا۔ آج بھی آپ کے جو لیویز اہلکاروں کا جولناہ امان ہیں۔ لیکن انکو بجائے گرفتاری کے آج بھی انکا پروٹوکول سب سے زیادہ ہے۔ میں وہاں سے صوبائی اسمبلی سے ممبر ہوں، سردار اختروہاں سے قوی اسمبلی کے ممبر ہیں، لیکن ہمارے ساتھ وہ گاڑیاں دی جاتی ہیں، باقاعدہ سیکیورٹی ادارے کے لوگ انکے پاس ہیں اور وہ وَندنا تا پھر رہے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے سردار صاحب اپنے حلقت میں آئے، بلدیاتی ایکشن کے حوالے سے، جہاں کچھ مخصوص کوںسلوں کے ایکشن ہونے تھے۔ تو جیسے ہی سردار صاحب وُدھ کے علاقے میں اپنے گھر آئے تو یہ سر غنہ، یہ death squad، کرائے کا قاتل دوبارہ اپنے جرامِ پیشہ افراد کے ساتھ مل کو سب کو اکٹھا کیا اور سردار صاحب اپناعلاقہ اپنے گھر کو چھوڑ کر کے چار پانچ کلومیٹر آگے شہر کی طرف بڑھے۔ جب مینگل قوم کے غیرت مند قبائل کو پتہ چلا کہ کرائے کے قاتل، ہشتنگر دجوآگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی سرپرستی ہمارے وہ ادارے کر رہے ہیں جو یہ claim کرتے ہیں کہ ہماری کارکردگی دنیا میں مانی جاتی ہے۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ انہوں نے ستر سال سے اپنے لوگوں کو بیغانال بنارکھے ہیں آج بھی ایسے لوگوں کے لئے GHQ سے فنڈ ز جاتے ہیں۔ آج بھی انکے لئے تنخوا یہی GHQ سے جاتی ہیں۔ ہماری پچھلے چار، پانچ سال کی پی ایس ڈی پی آپ اٹھا کر کے دیکھ لیں جناب اسپیکر! ایسے کئی افراد جو منتخب نمائندے نہیں ہیں لیکن ان کو کروڑوں روپے دیئے ہیں جن کا جھگڑا ہمارے سابق وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ اسی بات پر ہوا تھا لیکن اس دفعہ پھر بھی ہم نے ہماری شنوائی میں آئی اور ہمارے دل میں یہ آپ کہ اس دفعہ پھر ان لوگوں کو ڈولیمنٹ فنڈ میں نوازا جا رہا ہے۔ ہم نے اسکی مخالفت کی اور وزیر اعلیٰ

تک اس بات کو پہنچایا۔ وہ اسٹینٹ آپ کے سامنے سے گزارا ہوا ہو گا جو وزیر اعلیٰ صاحب نے دیا تھا کہ کسی بھی غیر منتخب افراد کو ڈولپمنٹ فنڈ یا پی ایس ڈی پی میں کچھ بھی نہیں دیا جائیگا۔ لیکن اس دفعہ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ 24-2023ء کی پی ایس ڈی پی میں انہی جرائم پیشہ افراد کو جو عام بلوچستان کے لوگوں کا قتل عام کرتا ہے، کرائے کے جو قاتل ہیں، جو اپنے آپ کو کہتا ہے بڑا دعویٰ کرتا ہے کہ میں ایک ادارے کا اہلکار ہوں اور میرا رینک بر گیڈیز کا ہے۔ میں اس ادارے سے پوچھتا ہوں کہ جو اتنا بڑا جرائم پیشہ افراد ہو گا اُس کا اتنا بڑا عہدہ ہو گا۔ جو اپنے محفل میں اپنے لوگوں کی سماں تھہ کہتا ہے کہ میں اس ادارے کا بر گیڈیز رینک کا آدمی ہوں۔ اور پرو ٹول اسکو باقاعدہ دیا جاتا ہے۔ اسلام آباد تک اسکو بلا یا جاتا ہے۔ بلوچستان میں گھمایا پھر ایسا جاتا ہے، ایسے کرائے کے قاتل کو جو صرف چوری کرتا ہے لوگوں کو لوٹتا ہے اور لوگوں کی عزت کو پامال کرتا ہے۔ چادر اور چارڈیواری کے تقدس کو پامال کرتا ہے ایسے افراد کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اداروں کے پالے ہوئے ایسے لوگوں کو لاگا مدنی چاہیے۔ اس طرح سلسلہ اگر جاری و ساری رہتا ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں اس ملک میں امن و امان برقرار ہیگا۔ ایسا کونسا واقعہ ہے بڑا یونٹ ہے کہ جس میں یہ ملوث نہیں ہیں۔ آج پھر جب سردار صاحب اپنے لیکشن کے سلسلے میں اپنے علاقہ جاتے ہیں تو اس کو force کیا جاتا ہے اور بلوچستان بھر سے دونبر لوگ جو تجوہ خور لوگ ہیں، ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس جاؤ، انہوں نے پرائیویٹ ملیشیا، بنائی ہوئی ہے۔ سردار عطاء اللہ خان کا کورٹ یا حوالی پورے بلوچستان کا گھر ہے پورے بلوچوں کا گھر ہے پشتونوں کا گھر ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کرائے کے قاتل نے اداروں کے پالے ہوئے کرائے کے قاتل نے سردار عطاء اللہ خان کے گھر کو نشانہ بنایا۔ آج پھر اس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ آپ نے دوبارہ یہ کام کرنا ہے، تاکہ سیاسی لوگوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی جاسکے۔ ان کو تنگ کیا جائے ان کے علاقے میں ان کو محدود کیا جاسکے۔ اگر اس طرح ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ پالیسی بہت پہلے کامیاب ہوتی۔ 70 سال سے زیادہ عرصہ ہو گا اس ملک کو۔ لیکن یہ پالیسیاں ختم نہیں ہوئیں۔ آج بھی پشت پناہی حاصل ہے۔ میں اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کی پروزور مذمت کی جائے۔ اور اس واقعہ کی تحقیقات کی جائے۔ آج بھی وڈھ کے لوگ بیزار ہیں۔ بازار سے بختہ لینا اسکا کام ہے۔ وہاں تا جربرا دری کو انداز کرنا اسکا کام ہے۔ وڈھ بازار میں دو ہندو تا جرقل ہوئے انہی کرائے کے قاتلوں کے ہاتھوں۔ روز موڑ سائکلیں چھینی جا رہی ہیں۔ کراچی کوئٹہ شاہراہ اب محفوظ نہیں رہی ہے۔ ان کے بندے کھلے عام وہاں گھومتے ہیں، بسوں کو لوٹتے ہیں، ڈکٹیاں کرتے ہیں، چوری چکاری کرتے ہیں وڈھ کے عوام نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ روز روز کے مرنسے سے بہتر ہے ایک دن مر جائے۔ آج وڈھ کے غیور اور غیرت مند عوام اس جیسے چوری چکاری اور کرائے کے قاتل کے خلاف جمع ہو چکے ہیں۔ اور میں انکو بتاتا ہوں کہ بلوچستان نیشنل پارٹی بہت بڑی پارٹی ہے۔ اگر یہ ادارے اسکو نہیں سنبھال سکتے تو پھر بلوچستان بھر میں ہماری پارٹی سڑکوں پر نکلے گی۔ اور

ہو سکتا ہے کہ کراچی کوئٹہ شاہراہ اور کئی شاہراہیں بند ہوں۔ اور اسکے خلاف جمہوری اور پُر امن جلسے و جلوس پورے صوبے میں نکالا جائے۔ میں امید رکھتا ہے کہ آئمیں آپ ایک رونگ دیں گے اور باقاعدہ خاص کر حکومت کو نوٹس لینے کا کہیں گے کہ اس کا نوٹس لے لیں اور اسکے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ پچھلے پانچ سال سے مسلسل ہم اور ہمارے دوست اسکے خلاف یہ آوازیں اٹھاتے رہے ہیں۔ پورے بلوجستان میں مختلف جگہوں سے منگ پر سفر باقاعدہ اسکی involvement سب سے زیادہ ہے، جو پیسے کے لئے جرام کے لئے لوگوں کو اٹھاتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کا یہ معزز ایوان اور خاص کر آپ جناب اپسیکر صاحب! اس کا نوٹس لینے۔ اور صوبائی حکومت کو بتا دینے تاکہ اسکے خلاف تادبی کارروائی ہو سکے۔ ابھی میں اپنے بجٹ کے سلسلے میں جو پیش ہوا تھا اس پر آؤں گا۔ اس بجٹ کو تو اتنا چھا بھی نہیں کہوں گا۔ بلوجستان کے عوام کو خوشخبری بھی نہیں دوں گا۔ کیونکہ اس طرح کا بجٹ پچھلے عرصوں سے چلا آتا رہا ہے یہ ان سے مختلف نہیں ہے۔ آج بھی آپ اس کو اٹھا کر دیکھیں تو وہی رقم لا اے اینڈ آرڈر پر خرچ ہوتی ہے تو یہ اتنی بڑی رقم لا اے اینڈ آرڈر پر کہاں خرچ ہوتی ہے، جتنی ہم تعلیم پر خرچ کرتے ہیں، جتنی ہم صحت پر خرچ کرتے ہیں اتنی ہی رقم لا اے اینڈ آرڈر پر خرچ ہوتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارا جتنا بھی بجٹ ہے۔ سب سے پہلے priority ہماری ایجوکیشن کو ہونی چاہئے ہے۔ آج تک ہم نے ایجوکیشن کو اپنا ٹارگٹ نہیں بنایا ہے۔ کس طرح کی کوالٹی ہو ہماری ایجوکیشن کی۔ کس طرح کے ادارے ہوں۔ انکو لیں کہاں پر ہونی چاہیے، کتنی ہونی چاہیے۔ کرونا کے بعد خاص کر بلوجستان بھر میں بہت سارے سکولز میں تو یہ کہتا ہوں کہ آدھے سکولز بند ہو چکے ہیں۔ بہت سارے سکولوں میں ٹیچرز نہیں ہیں۔ اور بہت سارے علاقوں میں یہ رجحان نہیں ہے کہ بچے سکول جائیں۔ تو یہ سرکار کی ذمہ داری بنتی ہے کہ والدین کو پابند بنائیں اور ایسی پالیسیاں بنائیں کہ بچے جتنے بھی ہیں کم از کم سکول جائیں۔ اور پرائزمری سکول کتے ہونے چاہیے اور کتنے پرائزمری سکول کے اوپر ایک ڈل سکول ہونا چاہیے اور کتنے ڈل سکول کے اوپر ایک ہائی سکول ہونا چاہیے اور کتنے ہائی سکولوں کے اوپر ایک کالج ہونا چاہیے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔ ہم خاص کراس میں ناکام رہے ہیں کہ کوئی ایجوکیشن کی پالیسی دے سکیں۔ آج بھی ہماری ایجوکیشن کی پوٹھیں خالی ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جب میں یہاں سے باہر نکلتا ہوں تو مجھے یہ سنائی دیتی ہے کہ ایجوکیشن کی پوٹھیں یک رہی ہیں، قیمتیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ کسی معاشرے کے لئے اس سے بڑا اور کوئی میرے خیال میں خوفناک بات نہیں ہو سکتی ہے ایک قوم اور ایک اس صوبے کے حوالے سے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے بالکل compromise نہیں کرنا چاہیے اس کے لئے کمیٹی تشکیل دینی چاہیے۔ اس کے لئے ہمارے تھنک ٹینک ہونے چاہیے جو ریٹائرڈ ہیں اُن کا تجربہ لینا چاہیے اور دنیا نے اپنی ایجوکیشن کس طرح بنائی۔ اگر دنیا کو نہیں دیکھ سکتے تو کم از کم خبر پختونخوانے ایسے تعلیمی اسٹینڈرڈ کس طرح بلند کیے۔ اس کو ایک مثال بنائے ہم اپنے یہاں رانج کریں۔ خبر پختونخوا

ہر لحاظ سے پیچھے تھا۔ لیکن وہ KP جو کل تھا وہ آج والا KP نہیں ہے۔ آج KP پنجاب سے آگے بڑھ چکا ہے تعلیم کے حوالے سے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں لوگوں نے مل بیٹھ کر تھنک ٹینکوں جنہوں نے ایک پالیسی دی۔ کہ ہمارے ادارے کس طرح ہونے چاہیے۔ اور سکول کا اسٹینڈرڈ کیا ہونا چاہیے۔ کالجوں کا اسٹینڈرڈ کیا ہونا چاہیے۔ لکنی یونیورسٹیز ہونی چاہیں اور یونیورسٹیز کو کس طرح چلایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں باقاعدہ ایک تھنک ٹینکر کی ایک کمیٹی ہونی چاہئے بلوچستان یوں پر کہ تعلیمی ڈپلمنٹ کو کس طرح آگے بڑھایا جاسکے، ایڈوانس کیا جاسکے scientific بنیادوں پر۔ صحت کی سہولتیں ہمارے صوبے میں، صحت کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آج بھی آپ جناب اپیکر صاحب! پنجاب چلے جائیں جو ہمارے علاقے پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو ہمارے مریض پنجاب کے ان ہسپتاں میں آپ کو نظر آئیں گے۔ آج بھی آپ سندھ کراچی چلے جائیں تو آپ کو بلوچستان کے مریض سب سے وہاں پر نظر آئیں گے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ان کو صحت کی وہ سہولتیں اس صوبے میں دینے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہوتی تھی کہ ہم کم از کم کچھ ہسپتال تین چار ایسے ہسپتال بلوچستان میں جو دو کوئٹہ میں اور باقی دو تین اور اضلاع میں بنائیتے کہ ایڈوانس بنیادوں پر ایبر جنسی کی بنیادوں پر وہ مریضوں کا علاج ہوتا۔ اس میں ہمیں کم از کم دنیا کے ہسپتاں کے جو steps ہیں جو بھی پالیسی ہے، اُسکو دیکھنا چاہئے۔ اگر ہم اُدھرنیں جاسکتے ہیں تو کم از کم سندھ گورنمنٹ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ گمبٹ ہسپتال، سکھر کا ہسپتال یا نواب شاہ کا ہسپتال آج سندھ کے جو غریب لوگ جو کراچی جاتے تھے، انکو بھی کراچی جانا نہیں پڑتا۔ وہ سارے کے سارے گمبٹ ہسپتال کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ لاڑکانہ کی طرف کرتے ہیں۔ تو سندھ گورنمنٹ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے اُنہوں نے ہیئت کے شعبے میں اچھی initiative کی، ثبت قدم اٹھائے اور بڑی improvement کی۔ جہاں پر میں نے یہ مشورہ دیا کہ تعلیم کے حوالے سے KP کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اور ہیئت کے حوالے سے ہمیں صوبہ سندھ کی طرف دیکھنا چاہئے۔ جناب اپیکر livestock کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا ہے، وافر مقدار میں نوازا ہے، وہ ماحول دیا ہے، وہ علاقے دیئے ہیں سر سبز و شاداب میدانیں، پہاڑیں۔ اس وقت بھی پاکستان کا 80 فیصد آپ کا بلوچستان فراہم کرتا ہے اور آپ کا بلوچستان کا livestock ایران، ایران سے ہوتا ہوا خلیج بھی جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں بہت سے ممالک کی جو economy ہے وہ Australia پر ہے، اُسیں livestock ہے اور دوسرے بہت سارے ممالک ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں ہم اگر livestock کو بہتر انداز میں چلانے میں تو اپنے بیروزگار نوجوانوں کو روزگار دلا سکتے ہیں اور اس کو بڑھا سکتے ہیں اور معیشت میں بہتری لاسکتے ہیں۔ اسی طرح جناب اپیکر! آپ کا فخریز ہے، اگر آپ دیکھیں بہت سارے ممالک فخریز سے بہت بڑی economy کماتے ہیں، اُس کو اپنی تعلیم کی رخصی کرتے ہیں، ایجوکشن اور صحت پر۔ لیکن ہماری فشریر black marketing ہے، اُسکا کوئی

حساب کتاب نہیں ہے، 750, 700 سمندر کا کوئی حساب و کتاب نہیں ہے۔ ہم لوگ لانچر سے پیسہ لیتے ہیں، ٹارلوں سے پیسہ لیتے ہیں، جو سندھ سے آتے ہیں اسکو چھوڑ دیتے ہیں جو بھی پیسہ آیا وہ چند لوگوں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ یہ ہمارے ہاں بلوچستان میں trend آتا جا رہا ہے نہ کہ صرف آج والے جو، جس کے پاس یہ فیشریز ہے بلکہ اس سے پہلے بھی فیشریز میں جتنے بھی لوگ گزرے ہیں سب کے سب۔ تو اس کو regularize کیا جائے، اس کو legalize کیا جائے گورنمنٹ آف بلوچستان کا جو revenue ہے اس کو اس میں آنا چاہیے، میں سمجھتا ہوں اگر اس کو صحیح معنوں میں آپ پابند کریں تو ایک خطیر رقم جس طرح آج آپ اپنی ایجوکیشن اور ہیلتھ پر خرچ کر رہے ہو وہ double ہو سکتا ہے۔ آپ اپنے لوگوں کو سہولت دے سکتے ہیں سہولت میں آسانی ہو سکتی ہے۔ جناب اپیکر صاحب! میں معدنیات Mines and minerals پر آؤں گا، اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں جن اقوام کو، جن علاقوں کو معدنیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک آپ ہیں، سونے چاندی کے بڑے ذخائر جہاں دوسرا مے ممالک میں ہیں تو اس میں تقریباً چھٹے اور ساتویں نمبر آپ ہیں، کاپر کے ذخائر کے حوالے سے ریکوڈ ک آپ کے پاس ہے سیندک آپ کے پاس ہے اور اگر دیکھا جائے پتہ نہیں کتنا اور ریکوڈ نکلیں گے جس پر اگر کام کیا جائے۔ لیکن نیت صاف ہونی چاہیے، یہ ساری ایسی پالیسی ہونی چاہئیں کہ صوبے کی بہتری کیلئے اس میں share آنے چاہیے ہماری نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے۔ ہم اپنے لوگوں کو تعلیم سے شعور دیں اُنکی زندگیوں میں آسانی پیدا کریں، یونیورسٹیز کو ثبت انداز میں آگے بڑھائیں تاکہ اس کا استفادہ ہماری قوم کر سکے۔ لیکن معدنیات کے حوالے سے بھی ہمارے ہاتھ بندے ہوئے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اٹھار ہویں ترمیم کے بعد اس میں ہمارے اختیار ہوتے، لیکن ہم نے ریکوڈ کو بھی اونے پونے داموں بیچ دیا، جو مالک owner کی حیثیت سے ہمارا حصہ ہونا چاہیے تھا وہ ہم لینے میں ناکام رہے، صرف ہم یہ credit لینے میں کامیاب ہوئے کہ پچھلی دفعہ 10 پر راضی تھا میں نے اس کو 20 کروادیا۔ اگر ہم owner تھے تو یہ تقریباً 170 اور 80 فیصد پر ہم مالک تھے پھر ہم اپنے لوگوں کو اس سے استفادہ کراتے۔ اُنکی زندگی میں living standard کو بہتری کی طرف لیجاتے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس میں ناکام رہے ہیں، تو یہ وہ چند گزارشات ہیں میں سمجھتا ہوں جو میں نے پیش کیئے بہت بہت شکریہ جناب اپیکر صاحب! جناب اپیکر: شکریہ اکبر مینگل صاحب۔ سردار کھیتر ان صاحب! ہمارے ہوم منٹر وڈھ گئے ہوئے ہیں، ہاں اُنکی وضاحت تو کر دیں نا۔ کیونکہ ایک develop ہو گئی ہے اس کو handle کرنا ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان (وزیر مواصلات و تعمیرات): جی شکریہ جناب اپیکر صاحب! ایسا ہے جیسے اکبر صاحب نے یہاں point out کیا ہے وڈھ کے علاقے میں دو قبائل کے درمیان کشیدگی کا معاملہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دو قبیلیوں کا سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک امن و امان کو خراب کرنے کی اور اس صوبے کا امن بگاڑنے کی ایک سازش ہے، ہم

سمجھتے ہیں اس چیز کو۔ اور اس پر ہماری حکومت نے فوری طور پر action لیا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب، آئی جی پولیس اور آئی جی ایف سی یہ سارے on-board ہیں، صحیح سویرے انکو وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق بھیج دیا گیا ہے آئی جی پولیس، کمشنر صاحب بھی وہاں پہنچ ہوئے ہیں ڈپٹی کمشنر اور ہمارے ہوم منستر بھی ادھر ہیں اور انشاء اللہ میں یقین دہانی کرواتا ہوں اپنے معزز ممبر کو اور اس ایوان کو کہ بلوچستان کی جتنی بھی قدر آور شخصیات ہیں یہ حکومت ان کے بارے میں بے حد احترام رکھتی ہے۔ اس صوبے میں ہنسے والے ہر انسان کو تحفظ دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس چیز کو ہماری حکومت نے serious ہیا ہے۔ اور اسکو ہم انشاء اللہ ایک اچھے خوبصورت طریقے سے اسکو cool-down کریں گے۔ اور آگے بھی چل کے جہاں اس قسم کی صورتحال ہے چاہے وہ مکران ڈوپڑن ہے، پچھلے دنوں ہمارے ایک معزز رکن کے داماد کو شہید کیا گیا۔ اسی طریقے سے مختلف جگہوں پر، میں یقین دلاتا ہوں آپ کو کہ آپ نے جس point پر اس ایوان میں آپ نے تقریر کی، ہم اس سے پہلے on-board ہیں اور انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت کسی کو بھی چاہے وہ کتنی بھی بڑی ہستی ہو اس صوبے کا امن و امان خراب کرنے کی ہم ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ تو باقی کچھ چیزوں کی، کیونکہ سی ایم صاحب کا کوئی نمائندہ بھی نہیں بیٹھا ہے تو میں تھوڑا سا نوٹ کر رہا ہوں تو short اگر آپ اجازت دیں گے تو میں جن چیزوں کی انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

جناب اپیکر: نہیں ابھی نہیں کرنی ہے یہ تو بعد میں کرنی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں ایک دو چیزیں اُمی ہیں جن پر انہوں نے کہا کہ، ایجوکیشن کے ہوالے سے یا مختلف ڈیپارٹمنٹس کے ہوالے سے یہ پوٹھیں بیچنے والی بات footpath بہت زیادہ گرم ہے، چند لوگ ہیں میں انکو اتنی اہمیت نہیں دیتا ہوں کہ میں انکا نام اس معزز ایوان میں لوں کیونکہ اُنکی capacity اتنی نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی بحث کے قابل بھی نہیں ہیں، جو سوچل میڈیا پر بیٹھ کے یا footpath پر بیٹھ کے اڑام تراشی کر رہے ہیں، میرے ڈیپارٹمنٹ، ایجوکیشن اور باقی ڈیپارٹمنٹس۔ جناب اپیکر صاحب! میں آپ کو ذمہ داری سے یہ یقین دہانی کرتی ہوں میں پہلے بھی کراچکا ہوں کہ کوئی ایک incidence case ہمارے پاس لے آئیں وہ جو سرخ فیکٹکی طرح وہ blackmailer ہیں، ایک دو، تین ایسے لوگ ہیں جو سوچل میڈیا پر مختلف لوگوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرنے میں، مجھے وہ target کر رہے ہیں یا education کو یادوں سے مکموں کو، زراعت میں بھرتیاں ہو رہی ہیں، میرے department میں بھرتیاں ہو رہی ہیں یا education میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ maximum، maximum بھرتیاں کریں تاکہ جو تعلیمی معیار ہمارا کم ہے ہم اسکو تھوڑا سا اوپر کر سکیں۔ ایک jump میں تو ہم نہیں کر سکتے یہ صدیوں کے ہیں نہ، اُس میں بہت سارے عوامل شامل ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارا education کا جو بٹھا ہے وہ بیٹھا ہوا ہے، تو میں یہ ذمہ داری سے اس، میں

پہلے پہلے میں خود کو پیش کرتا ہوں کہ میرے department میں C&W میں پہلے ہم نے 361 ملازمین بحال کئے، اب ہم Sub-Engineers کے process میں ہیں، لاکھوں تو بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی بات ہے اگر کسی نے 50 روپے سے لیکر 100 روپیہ بھی ثابت کیا کہ کسی نہ اُس کے against post میں، کسی کے post میں دیا میں پورے ایوان کو اعتماد میں لے کر دوستوں کو، اُس طرف والوں کو بھی وہ ہمارے ساتھی ہیں، اور میڈیا دیکھ رہی ہے میں پر کہتا ہوں staff start from my Secretary, myself سکرٹری کا staff یا جو بھی challenge اس وقت چیز میں ہیں یا باقی ہیں، ایک 100 روپے کا کہیں پر بھی کسی نے ثابت کیا، میرا یہ آپ سے قول ہے جناب اپسکر صاحب! میں آپ کو قسمًا حلفاء یعنی دہانی کرتا ہوں کہ جو بھی اسمیں involve ہو گا وہ سرکاری طور پر تو اپنی جگہ اُسکو میں بجیشت اُس محکمہ کے سربراہ کے وہ سزا دوں گا کہ وہ ساری زندگی پورا بلوچستان اُس چیز کو دیکھے گا اور عبرت حاصل کریگا۔ تو یہ ناجائز ہے پچھلے دونوں ایک میرے خلاف ایک scandal آیا جس میں میں جیل بھی چلا گیا میں نے وہ بھی کیا، اُس کے بارے میں کسی، کچھ نام لیکر کہ فلاں نے فلاں کو پانچ کروڑ دیئے، پانچ کروڑ تو بہت دُور کی بات ہے پچاس روپے کی بھی اگر transaction کسی نے، کسی نے ثابت کیا میرا قول ہے میں as a بلوج لیڈر، بلوج سردار کے داڑھی پر ہاتھ ہے، میں اُسکو کیفر کردار تک پہنچاؤں گا۔ یہ کچھ چند لوگ اس حکومت کو ناکام کرنے کے لئے ہم قد آور شخصیات کو بدنام کرنے کے لئے، یہ اس قسم کے گھناؤ نے پروپیگنڈے کر رہے ہیں۔ اُس کے خلاف بھی ہم نے decide کیا ہے۔ ہم تو ہم ہیں وہاں پر اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے۔ ثناء بلوج کے بارے میں بھی پوسٹنگ چلی ہے، آپ لوگوں نے دیکھی ہے کہ جی وہ فلاں چیز میں ملوث ہے۔ تو ہم کیس کر رہے ہیں proper damages through FIA case claim کریں گے اُن کو۔ اور FIR کئی تو گزارش ہے کہ ہمیں وہ جو فیضاً تھکی بتیں ہیں ہمیں اس معزز ایوان میں نہیں لانا چاہئے بلکہ ہماری اور آپ کی جدوجہد ہونی چاہئے کہ اگر کوئی ایسی گھناؤ نی حرکت کر رہا ہے، ہم اُس کو کپڑیں، اُس کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ تو یہ باقی چیزوں کی بالکل اکبر صاحب نے صحیح کہا کہ صحت کے حوالے سے بہت سارے gap ہیں ہمارے جو بلوچستان جس کی وجہ سے پہچانا جاتا تھا آج وہ آدھا بھی نہیں رہ گیا ہے۔ اسی طریقے سے fisheries improve کر کے بہت زیادہ زر مبادلہ کما سکتے ہیں۔ اسی طریقے سے معدنیات، معدنیات میں میں کہوں گا کہ اس حکومت کو یہ credit جاتا ہے اُنہوں نے خود بھی اس چیز کو تسلیم کیا کہ جہاں پر 10% سب کا، حکومت راضی تھی ہم انکو 25% پر اور تمام اخراجات بھی ہم نے مرکز پر ڈال دیئے تو یہ بہت بڑی achievement ہمارے ریکوڈ کے سلسلے میں میری چیف منسٹر کی اُس کی stand لینے کا اور بلوچستان کا جو مقدمہ ہے مرکز کے ساتھ لڑنے میں جتنا کردار میرے قائد میر عبدالقدوس بن بخشونے ادا کیا ہے میرا خیال وہ کسی سے ڈھکا چھانپیں ہے۔ نہ آپ

سورج کوہاٹ سے چھپا سکتے ہیں۔ تو فیصد 25 پر لے جانا بہت بڑی اور تمام اخراجات مرکز برداشت کرے جہاں پر وہ اٹھ کے چلے گئے تھے 10% سے اوپر ہم بات کرنے کو تیار نہیں۔ ہم نے کہا بات نہیں کرتے تو نہیں کروختم تو یہ چیزیں کچھ چیزیں جس میں ہمیں achievements کچھ حاصل کیا ہے تو اس میں میں دوستوں سے یہ گزارش کروں گا اُس میں تھوڑی سی ہمارے قائد کو اور ہماری حکومت کوششا بش دے دیں۔ thank you very much.

جناب اسپیکر: Thank you very much. جی میڈم۔ ہم آتے ہیں، اس پر آتے ہیں، ابھی وہ systematically آتے ہیں۔ نہیں وضاحتوں کا ظام نہیں ہے۔ اچھا بجٹ کا اصول یہ ہوتا ہے اپنی تقریر میں جو کچھ کہنا ہے آپ کہہ جائیں اُس میں وضاحت آپ کو نہیں ضرورت ہوتی۔ آرہے ہیں گھوم پھر کے آرہے ہیں جب آپ کی تقریر آئے گی ناں، اُس میں جو آپ نے کہنا ہے کہیں، یہ اصول ہوتے ہیں بجٹ session کے اور اس میں کبھی یہ بھی نہیں کیا جاتا point out کو رم بھی۔ بشرطی بی بی please take the Floor اپوزیشن XX اپوزیشن آپ ہمارے بھائی ہیں اور ایک treasury benches سے بات کریں۔ جی۔

ملک نصیر احمد شاہواني: XX یہ کم از کم۔ میں تو یہ آپ کے اُس میں۔

جناب اسپیکر: چلو میں withdraw کرتا ہوں۔ میں اپنے الفاظ withdraw کر لیتا ہوں thank you۔ جی۔ میڈم۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سکریٹری): thank you جناب اسپیکر صاحب! شروع کرتا ہوں اللہ کے بابر کست نام سے جو بڑا غفور رور حیم ہے۔ پہلے تو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں اپنے CM میر عبدالقدوس بن جوکو، CS بلوچستان کو، finance منظر زمرک صاحب کو، PS to CM عمران گھنی صاحب کو، سکریٹری P&D لعل جان جعفر صاحب کو اور P&D ڈیپارٹمنٹ اور entire team جنہوں نے دن رات کی کاوشوں سے اتنا بہترین بجٹ پیش کیا۔ واقعی ان کی حوصلہ افزائی کرنا بہت ضروری ہے بعض دفعہ بہت کچھ مل جانے پر بھی مایوسی کا انٹھار کرتے ہیں یہ غلط بات ہے ہمیں ان کا thank you کرنا چاہیے کہ یہ پوری team نے بہت کام کیا دن رات کیا اور بلوچستان کے لئے کیا۔ کیوں کہ بلوچستان اس وقت بہت ساری مشکلات سے اس وقت دوچار ہیں، اُس کے باوجود اتنا بہترین بجٹ پیش کرنا اس میں ہم ہمیشہ آپ نے سی ایم میر عبدالقدوس بن جوکو سراہتے ہیں اُن کی سربراہی میں کتنا اچھا بجٹ پیش کیا گیا بلکہ خامیاں ہر ڈیپارٹمنٹ میں ضرور ہوں گی۔ میں ایک دو ڈیپارٹمنٹس کو highlight کرو گی باقی ڈیپارٹمنٹس میں ہوں گی کہیں نہ کہیں gaps ہوں گے آپ کو پتہ ہے رقبے کے لحاظ سے اتنا بڑا صوبہ ہے اور ایک ساتھ سب چیزوں کو cover-up کرنا کسی بھی یارج سال میں بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرو تو میرا خیال

ہے کہ واقعی بہت سے جگہ پر ابھی بھی gaps ہیں۔ بہت سے علاقوں ایسے ہیں جہاں پر اسکولز نہیں ہیں۔ ابھی بھی fifteen hundred new primary schools جو اس رواں سال میں construct کیے جائیں گے upgradation fifty new high schools جو ہیں new schools کے لئے گئے ہوئے ہیں انشاء اللہ اس سال میں وہ تمام ہائی ہو جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ upgradation ہماری education department کی جائیں گی ہمارے 863 jobs creates سب سے زیادہ واقعی ایمپکشن ڈیپارٹمنٹ کو focus کرنے کی ضرورت ہے جہاں تعلیم ہوگی وہاں بہتر بلوچستان ہوگا۔ بہتر پاکستان ہوگا۔ اس کے بعد اگر میں تھوڑی سی health کی بات کرو تو ہمارے ہیئتکارڈ کا اجراء ہو گیا ہے اسی سال سے انشاء اللہ اس سے تمام جو ہمارے صارفین ہیں وہ فائدہ اٹھائیں گے اور health card کی جو مشکلات لوگ پیش کر رہے تھے health card نہیں ہے اور ہم لوگوں کے اوپر اتنا burden ہے وہ انشاء اللہ وہ بہت بڑا burden عوام سے دور ہو جائے گا۔ اُس میں صرف 65 billion روپے رکھے گئے ہیں ہمارے کے لئے اور جس پر 4 billion 88 lac روپے صرف ادویات کی مد میں رکھے گئے ہیں hospitals میں کوئی کمی تھی ادویات کی۔ ایک اور بہت اچھی کاوش جو بلوچستان عوامی پارٹی کو میں اس کا credit دیتی ہوں last 4 years سے بلوچستان عوامی endowment fund جس میں ہزاروں مریضوں کا علاج ہوا یہ وہ مریض تھے جو cancer patient کے لئے اس طرح کر مہلک یا باریاں جتنی تھیں ان کے تھے اور ان تمام کا مفت علاج ہوا ہے جن کے ایک ایک patient پر ایک کروڑ روپے بھی لگا ہے۔ تو وہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے اُس کا خرچ اٹھایا ہے اُس میں یہ نہیں دیکھا گیا ہے یہ مریض کس علاقے سے ہے کس ڈسٹرکٹ سے ہیں بلوچ ہے پڑھان ہے ہزارہ ہے سب کا علاج اس بلوچستان عوامی endowment fund میں ہوا اور اس میں چھ بلین rupees مزید رکھے گئے جس سے آنے والے سال میں 2848 مریضوں کا علاج کیا جائے گا وہ بھی بالکل مفت۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے نوکری پیشہ عوام ہیں وہ چار ہے تھے ہماری کچھ بہتر salary package بڑھائی جائے تو میرا خیال ہے سی ایم صاحب نے بہت بہترین 1 سے لے کے 16 تک 35% بڑھائی، 17 سے 22 تک 30% بڑھائی اور ہمارے pensioners کیلئے ساڑھے 17 فیصد بڑھائی۔ تو میرا خیال ہے کہ جس طرح مہنگائی ہے اس میں یہ بہت ضروری اقدام تھا جو CM صاحب نے اٹھایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر میں CM صاحب کی کاؤشوں کی تعریف نہ کروں تو پھر یہ زیادتی ہو گی جو اتنے عرصے میں انہوں نے کچھ کام کئے جس میں ریکوڈ کا تاریخی معاملہ جو بہت عرصے سے pending تھا وہ اسینے پائے تکمیل کو پہنچا اس کے ساتھ ساتھ ہمارا

جو کہ linger on health card functional اس سال سے انشاء اللہ کا فی عرصے سے وہ بھی اس سال سے حذف کر دیئے گئے۔ بحکم جناب اسپیکر صاحب غیر پارلیمانی الفاظ XX-XX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔ کامیاب ہوا وہ بھی منظوری اُس کی ہو گئی اس کے ساتھ ساتھ جو teacher upgradation ہمارے ہمراں global partnership کی جو تھے، ان کو 1493 ٹیچرز کو ہم نے permanent teachers کر لیا۔ جو permanent نہیں تھے، C&W کے ابھی سردار صاحب نے بھی ذکر کیا کہ 361 ملازمین کو ہم نے overage کیا، جو کہ permanent کیا، جو کہ overage ہو رہے تھے وہ بھی ہمارے بلوچستان کے باشندے تھے جو بڑی تکلیف سے دوچار تھے۔ اُس کے ساتھ ساتھ جتنے بلوچستان میں unemployment ہیں، ان کیلئے تمام departments میں jobs create کی جا رہی ہیں اس روای سال میں وہ 43,809 کے تمام انشاء اللہ تعالیٰ بچے ہمارے ان jobs پر لگیں گے، اس کے علاوہ اپریان اور گوارڈر میں جو 100 میگا والٹ کی جو بجلی جو ہے وہ final stages پر انشاء اللہ، بجلی کا بہت بڑا issue ہے گوارڈ میں، وہ بھی solve ہو جائیگا اور دو پولیس سٹیشنز، جو کوئی نہ اور گوارڈ میں خواتین کیلئے خاص طور پر اس روای سال میں کھلے ہیں یہ ایک بہت میرا خیال ہے اور اس طرح کی اور بہت ساری چیزیں، بہت سارے departments میں ہیں جو ہوئی ہیں اور ہونے جا رہی ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس تمام بجٹ میں کسی بھی علاقے میں نظر انداز نہیں کیا گیا چاہیے وہ گورنمنٹ کا ہو چائے وہ اپوزیشن کا ہو، چاہیے وہ coalition partners ہو سب کو lookafter کیا گیا ہے بہت اچھے طریقے سے اس بجٹ کو بیٹھ کے بنایا گیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کی مبارکباد سب کو میں دیتی ہوں، چاہیے وہ اپوزیشن ہو چاہیے وہ گورنمنٹ ہو اور میرے خیال ہے اس کو سہانے کی بھی ضرورت ہے اور سب کو appreciate کرنا چاہیے۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب! Thank you!

جناب اسپیکر: Thank you very much - نصر اللہ زیرے صاحب!

Floor.

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you Mr Speaker! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 24-2023ء پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب اسپیکر! بجٹ پر speech کرنے سے پہلے کچھ معروضات میں آپ کے سامنے پیش کروزگا جو ابھی تک تشنہ طلب ہیں۔ سب سے پہلے آج 22 جون ہنے کل 21 جون کی تاریخ تھی۔ 21 جون ہمارے صوبے کے عوام، یہاں پر پیشون و بلوج اور دیگر عوام کے لیے ملک کے تمام حکوم اور مظلوم جمہوری لوگوں کے لیے 21 جون ایک سیاہ دن کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ اس دن 21 جون کو پیشتوخ اعلیٰ عوامی پارٹی کے ایک محبوب راہنماء ملی شہید عثمان خان کا کڑ کی شہادت کا المناک واقعہ ہوتا ہے۔ جس انداز میں اُن پر حملہ کیا گیا 17 جون 2021ء کو

جب ہم اپوزیشن والے اسمبلی کے سامنے احتجاج کر رہے تھے۔ تو 16 جون کو شہید عثمان خان کا کڑ صاحب آئے ہمارے ساتھ احتجاج میں بھی وہ شامل ہوئے۔ اور پھر انگلے روز جس طرح ان پر حملہ کیا گیا کہ 21 جون کو انگلی شہادت کا المناک واقع ہوتا ہے۔ اور پھر 22 جون کو کراچی سے براستہ کوئٹہ خضدار انگلی جسدِ خاکی کو روانہ کیا گیا۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا ہمارے تمام معزز ممبران نے دیکھا کہ جس طرح عثمان خان کا کڑ شہید کی جسدِ خاکی کو حب سے لے کر کے فندر، فندر سے اُو تھل، اسپیلہ اور پھر وڈھ، خضدار، سوراب، قلات اور اس کے بعد منگھ، کھڈکوچ، مستونگ اور پھر کوئٹہ تک لاکھوں لوگوں نے انہیں خراج عقیدت پیش کی۔ اور 23 جون یعنی کل کا جو دن ہے ان کے جسدِ خاکی کو جس احترام کے ساتھ اُنکے نماز جنازہ، تدفین کے مراسم ادا کیے گئے وہ اس ملک اور اس صوبے کی تاریخ میں شاید ہی اتنا بڑا جنازہ جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ اور جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنی محبت ہے، کتنے لوگوں کی دلوں میں لستے ہیں عثمان خان کا کڑ شہید۔ تو جناب اسپیکر! کل ان کی شہادت کی دوسرا برسی تھی کوئٹہ میں۔ کوئٹہ کے ایوب اسٹیڈیم میں۔

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصراللہ خان صاحب! عثمان خان کا کڑ ہمارے لیے بھی قبل قدر تھے، اگر آپ to the point بجٹ پر جو ہے اس پر بات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: میں آؤں گا اس سے پہلے میرے دوست نے بھی بتیں کیس اسپیکر صاحب نے اُسے اجازت دی تھی۔ بجٹ میں جو کچھ بھی ہوا آپ کہہ سکتے ہو کیوں کہ بجٹ ایسا سیشن ہے جس میں آپ سب کچھ کہہ سکتے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ one point agenda ہے صرف اسیں بجٹ پر بات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں یہ اس میں بجٹ میں آپ جو کہہ سکتے ہیں آپ کو اس کی اجازت ہے۔ جناب اسپیکر کل 21 جون کی تاریخ تھی تو ایوب اسٹیڈیم جو صوبے کا سب سے بڑا اسٹیڈیم ہے وہ عوام سے کھچا کچ بھرا ہوا تھا۔ صوبے کے تمام شہروں سے ہزاروں لوگ آئے اپنے محبوب رہنماء کو انہوں نے خراج عقیدت پیش کی۔ اور یہ منفرد جلسہ تھا کہ تعداد کے لحاظ سے بھی صوبے کے بڑے اور نقيڈ المثل جلسہ عام میں ان کا شمار ہوتا ہے اور یہ جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔ جناب اسپیکر ہم نے پہلے روز بھی مطالبہ کیا تھا کہ ملی شہید عثمان خان کا کڑ کی شہادت کی تحقیقات سپریم کورٹ کے نجج جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کی سربراہی میں کمیشن تشكیل دی جائے۔ لیکن اب تک جو حکومت آج وفاق میں قائم ہے، پی ڈی ایم کی حکومت ہے، دو سال پہلے جب عثمان خان کا کڑ شہید نہیں ہوئے تھے، تو وہ پی ڈی ایم کی steering committee کے ممبر کی شہادت کی تحقیقات کریں۔ دوسری بات جناب اسپیکر! اقوام متحده نے، United

Nation نے پاکستان کے foreign office letter کلھا ہے کہ آپ شہید عثمان خان کا کڑ کے شہادت کی تحقیقات کرے اور اس کو submit کرے United Nation میں۔ لیکن آج تک یہ نہیں ہوا۔ ہم نے بلاول بھجو زرداری صاحب جو وفاقی وزیر خارجہ ہیں، محترمہ حنار بانی کھر صاحب کو پارٹی کی جانب سے خط بھی لکھا لیکن آج تک اس حکومت نے، جو جمہوری حکومت اپنے آپ کو کھلاتی ہے، جس میں جمہوری پارٹیاں ہیں جو اپنے آپ کو جمہوری کہہ رہے ہیں انکو یہ تو فیق نصیب نہیں ہو رہی ہے کہ وہ اقوام متحده کے خط کا جواب دے سکے۔ دوسرے بات جناب اسپیکر! علی وزیر قومی اسمبلی کے ممبر ہے جنوبی وزیرستان کے ایک باعزت شہری ہے اُن کے خاندان نے دہشتگردی کے خلاف 17 جانیں قربان کی ہیں۔ اُن کے والد محترم اس میں شہید ہو گئے ہیں اُن کے بھائی شہید ہو گئے، اُن کے کزن شہید ہو گئے ہیں۔ اور میں خود گیا وہاں رہا اُن کے گاؤں اُن کے قبرستان تو آدھا قبرستان اُن کے نوجوانوں کی جو شہید ہوئے تھے war against terror میں دہشتگردوں کے ہاتھوں شہید ہوئے آدھا قبرستان اُن کے خاندان سے بھرا ہوا ہے۔ پرسوں ترسوں اُن کو دوبارہ شمالی وزیرستان میں وہ پر امن دھرنادے رہے تھے اُن کو گرفتار کیا گیا ہے جو یقیناً آئین پاکستان کے خلاف ورزی ہے اس کے آرٹیکل 8 سے لیکر کے 28 تک انسان کی عزت، حرمت، تحریر و تقریر کی آزادی یہ سب کچھ اس میں درج ہے۔ علی وزیر نے نتو جناح ہاؤس کو جلایا تھا نہ کمانڈر رہاؤس کو جلایا ہے نہ کوئی ایسا اقدم اٹھایا ہے وہ پر امن طور پر بیٹھے تھے احتجاج کر رہے تھے انہیں گرفتار کیا۔ جس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں۔ اور وفاقی حکومت سے مطالبة کرتے ہیں، وفاقی حکومت قومی اسمبلی کے اسپیکر صاحب سے کہ آپ کے اجازت کے بغیر آپ کے ایک رکن اسمبلی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف پارلیمنٹ کی تو ہیں ہے، خود جناب اسپیکر! قومی اسمبلی کے اسپیکر کی تو ہیں ہے کہ جو اُنکے ایک اہم ممبر کو اور جنوبی وزیرستان کے لاکھوں عوام کے نمائندوں کو انہوں نے گرفتار کیا ہے اور اس کی میں بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ دوسری بات ہمارے پارٹی کے خیر پشتوخوا کے صوبائی نائب صدر جن کا تعلق سوات سے ہے بہادر شیر افغان کو بھی صرف تقریر کرنے پر انکو گرفتار کیا گیا ہے۔ اُن کے خلاف ATA-7 کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ ATA-7 تو دہشتگردوں کے خلاف درج ہونا چاہیے۔ ATA-7 کلے خلاف درج ہونا چاہیے جنہوں نے دہشتگردی کی تھی جنہوں نے پشاور کے جامع مسجد میں خودکش حملہ کیا تھا، جنہوں نے ہمارے وکلاء پر کوئی کے سوں ہسپتال میں دھماکہ کیا خودکش حملہ کیا۔ ATA-7 اُن پر درج ہونا چاہیے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ خیر پشتوخوا کی حکومت جو بیٹھی ہوئی ہے، انہوں نے ایک پر امن شہری اور ہمارے پارٹی کے ذمہ دار صوبائی نائب صدر بادر شیر افغان پر ATA-7 کا مقدمہ درج کیا اور انہیں گرفتار کیا ہے۔ جس کی میں بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یقیناً بھٹ ہر حکومت کا وہ سالانہ میزانیہ ہوتا ہے، جس میں وہ ائمہ اخراجات، اپنا آمدن پیش کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارا یہ صوبہ یقیناً پاکستان کا آدھا ہے۔ اگر ہم

اسیں سمندر کو شمار کریں تو یہ ملک کا آدھا حصہ بن رہا ہے۔ لیکن اتنے بڑے صوبے کے لیے اتنے بڑے آبادی اور اس کا اتنا بڑا رقمہ اس کے لیے ہمارا جو کل بجٹ ہے 750 ارب روپے ہیں۔ جس میں 49 ارب روپے کا خسارہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور جو غیر ترقیاتی بجٹ ہے جناب اسپیکر وہ 437 ارب روپے اور development کے لیے جو رکھا گیا ہے جناب اسپیکر! جو شعبہ جات، جو productive شعبے ہیں، جو agriculture ہے، جو fisheries ہے، جو جگلات ہے، معدنیات ہے، اور باقی جو ہمارے وہ ملکے جو عوام کو کچھ دے سکتے ہیں یقیناً ان کا بجٹ اگر آپ ملاحظہ فرمائیے ان کا بجٹ انتہائی کم ہے۔ اس لیے کہ ہمارے صوبے کا انحصار agriculture پر ہے جناب اسپیکر۔ ہمارا انحصار ہمارے لوگوں کا انحصار livestock پر ہے، ابھی میں livestock کے متعلق پڑھ رہا تھا، سب سے بڑا livestock کا مرکزوہ موئی خیل ہے لیکن موئی خیل کے لیے اس بجٹ میں livestock کے بجٹ میں ایک پیسہ نہیں رکھا گیا ہے۔ even department کے livestock کے department کے even department کے ترجیحات میں موئی خیل جیسا شہر جس میں میں نے خود کیا ہے ایک بندے کے پیسہ ایک ہزار بھیڑ بکریاں ہوتی تھی۔ لیکن اُس کی آبادی کے لیے اُنکے لیے اس بجٹ میں موئی خیل کا نام تک بھی شامل نہیں ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! اگر آپ لے لیں education کے لیے، صوبے کے ہمارے پاس دس، گیارہ پیک یونیورسٹیاں ہیں جس میں ہزاروں بچے وہاں پڑھتے ہیں، لیکن ان کا بجٹ انتہائی کم ہے۔ وہ بجٹ پرانہ نہیں ہوگا۔ ابھی بھی آپ نے دیکھا کہ جناب اسپیکر! ہمارے universities کے اساتذہ، انکو پہنچنے کی تحریک کی تجوہ ایں انہیں ملی تھیں اُن کو BUITEMS کے اساتذہ ہر ہائل پر تھے ہمارے یونیورسٹی کے جو بہت بڑی یونیورسٹی ہے سب سے پرانی یونیورسٹی ہے اُن کے لیے بھی bail out package کا وہ اعلان جو وہ مانگ رہے تھے وہ نہیں دیے گئے۔ ان تمام یورنیورسٹیز کے لیے دس، گیارہ پیک یونیورسٹیز کے لیے محض دو ارب پچاس کروڑ روپے گئے ہیں جو انتہائی کم ہے۔ دنیا جہاں میں research ہوتا ہے انڈونیشیا ایک اسلامی ملک ہے اُس کا اُس میں تین ہزار پیک یونیورسٹیز ہیں۔ جبکہ ہمارے ملک میں ایک سو گیارہ، ایک سو بیس کے قریب پیک سرکاری یونیورسٹیاں ہیں۔ جبکہ ہمارے صوبے میں محض دس، گیارہ پیک یونیورسٹیز کے لیے دس ارب روپے، یہ بہت ہی کم ہے۔ جناب اسپیکر! یقیناً جو مردم شماری کی گئی کہہ رہے تھے مردم شماری کے لیے دس ارب روپے، یہ بہت ہی کم ہے۔ جناب اسپیکر! یقیناً جو مردم شماری کی گئی کہہ رہے تھے digitallies آبادی پر، اس کی آبادی کو پہلے محض 18 لاکھ بندوں کا شہر ظاہر کیا گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے 23 لاکھ آبادی تو 2017ء میں تھی اور 2023ء میں یہ آبادی کم ہو کر 18 لاکھ آگئی، یہ پانچ لاکھ بندے مر گئے کورونا وائرس سے مر گئے زوالہ آیا، سیلا ب آپا

پھر جب ہماری یہاں آہ و بکا ہوئی ہم نے اسکو اٹھایا resolution پاس کرایا ہم اسلام آباد گئے ان کو سمجھایا کہ یہ کوئی کی آبادی یہ آبادی یہ چالیس لاکھ سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن اسکو قصداً کم رکھا گیا۔ تاکہ کوئی کے عوام کی جو نمائندگی ہے یہاں صوبائی اسمبلی میں یا پھر ہمارے بجٹ میں جو حصہ ہو گایا development میں یا جو میڈیکل، انجینئرنگ کی سیٹیں ہیں وہ سیٹیں کم ہوں گی۔ اب بھی کوئی کے صوبائی اسمبلی کی سیٹیں جناب اسپیکر! یہ کم ہو کر پہلے تو تھی اب جو ہے ناں سات یا آٹھ رہ جائیں گی۔ جناب اسپیکر! یہ مردم شماری کوئی کی مردم شماری ہم تسلیم نہیں کرتے، بلکہ overall اس مردم شماری پر سوالات اٹھائیں گے ہیں کئی جگہ پر جو ہے نہ جو ہمارا growth rate ہے ملک میں 2.3 ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر ہم جائیں گے کوئی آبادی تو یہ 2.7 تک جائیں گی۔ لیکن ہمارے بعض علاقوں میں یہ آبادی 8% تک بڑھ گئی ہے۔ جو دنیا کے کسی ملک میں یہ مثال نہیں ملتا ہے۔ حالانکہ ہمارا شہر کوئی آبادی کو اتنا بڑھنا چاہیے تھا۔ لیکن کوئی کے آبادی کو قسد اش عوراً یہ کم کی گئی تاکہ کوئی کے عوام وہ اپنی آبادی سے محروم اپنے مراعات سے محروم ہو سکے۔ جناب اسپیکر! جو تعلیم کا آپ کا بجٹ ہے وہ بجٹ یقیناً، یہ تو کہا گیا ہے کہ ہم انتہ اسکولوں کو پرائزی اسکولوں کو وہ upgrade کر کے مل کا درجہ دیں گے بعض اسکولوں کو وہ مل سے ہائی کا وہ درجہ دے رہے ہیں۔ لیکن اس لیے جناب اسپیکر! پوسٹس ہو کی ضرورت ہوتی ہے جب پوسٹس میں آپ نہیں رکھیں گے اپنے اسکول کے لیے وہ بلڈنگیں ایسی بلڈنگیں ہو گئی وہ تو تعمیر ہو گئی لیکن ان بلڈنگیوں میں پھر ہمارے جو entire the province ہمارے گاؤں میں ہمارے اسکول اکثر اسکول جو ہے نہ وہ ملکوں اور سرداروں کے بیٹھک میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ میں خود بہت سارے گاؤں میں گیا ہوں جب مجھے کچھ مکان میں بٹھایا جاتا ہے جب میں دیکھتا ہوں تو وہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ اسکول ہے یا livestock کا کوئی dispensary ہے یا کوئی basic health unit ہے۔ وہ ملک صاحب نے کلی کے نمبردار نے اس پر قبضہ کر کے اپنے اسکول کو اپنے بیٹھک میں تبدیل کیا ہے۔ اور اسی طرح جناب اسپیکر! یقیناً یہ ایک اچھا اقدام ہے کہ ہمارے اس انتہ کرام کو ابھی جو فیصلہ ہوا ہے VJT کو جو پہلے نو گریڈ میں تھا 14 گریڈ دیا گیا ہے یا معلم القرآن ہے وہ پہلے نو گریڈ میں تھا 14 گریڈ دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ قابل ستائش پروگرام ہے۔ جناب اسپیکر! میں نے پہلے ہی higher education کی بات کی، کا الجز کی بات کی، لیکن جناب اسپیکر! ہمارے بہت سارے کا الجز ہیں کوئی کے اندر جو اطراف کے کا الجز ہیں وہ اب بھی محروم ہیں اپنے اس انتہ کرام سے۔ اپنے پروفیسروں سے محروم ہیں۔ کالج کی بلڈنگیں تو بن گئی ہیں پشتون آباد کا کالج ہے وہ کئی سالوں سے PSDP میں reflect ہو رہا ہے لیکن محلے کو اتنی وہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ جا کر کے پشتون آباد میں کالج کی تعمیر کر سکے۔ جناب اسپیکر! یہاں جو برآ کام ہوا وہ 2022 Balochistan Universities Act کا پاس ہونا یہ جو 2022 کا یکٹ پاس ہوا ہے یہ اصل میں جزل مشرف کا خواب تھا کہ وہ اپنے زرگانی یونیورسٹیز میں ایسا یکٹ بنائیں جن سے اس انتہ کرام

پروفیسر اسٹنٹ پروفیسر کی نمائندگی، وہ سینیٹ میں، یونیورسٹی کے سینیٹ میں یونیورسٹی کے syndicate میں اُن کے منتخب اداروں میں اُن پروفیسر حضرات کی نمائندگی ختم ہو۔ اور واکس چانسلر فرد واحد ہو۔ وہ جو بھی فیصلہ کریں وہ جو ہے ناں حرف آخر ہو گئی اُس کا نتائج آپ نے دیکھا جنا ب اسپیکر! صرف گملے بنانے سے یونیورسٹیوں میں علم نہیں آتا جنا ب اسپیکر! صرف بڑی بڑی بلڈنگ بنانے سے علم نہیں آتا علم research scholar سے آتا ہے علم آپ کا جو

ہے جو PHD اساتذہ ہے اُن کے پڑھنا سے علم آتا ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ BUITEMS یونیورسٹی کو تو بڑا خوبصورت بنایا گیا، لوگوں کو لا یا گیا باہر سے ہمارے جزئی صاحب اکو بھی لا یا گیا BUITEMS کے visit کرائے گئے foreigners کو بھی لا یا گیا کہ دیکھوں ہم نے اتنی بڑی یونیورسٹی بنائی ہے اتنی شاندار بلڈنگ ہے۔ آج آپ نے دیکھا کہ وہی BUITEMS یونیورسٹی اپنی مالی بحران سے وہ گزر رہی ہے اُن کے اساتذہ کرام ہڑتال پر ہیں وہ نکلے ہوئے ہیں کہاں گئے وہ گملے کہاں گئے اُن گملوں نے کوئی فائدہ پہنچایا۔ اب میں کیا کہوں اگر میں اُن واکس چانسلر کے متعلق بات کروں پھر وہ ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن جنا ب یونیورسٹیز میں آپ نے کن کن کو بھرتی کرایا آپ نے اُن جزاں کے یا اُن لوگوں کے اُن کے خاندان کے خواتین کو آپ نے بھرتی کرایا جو ایک دن بھی یونیورسٹی نہیں آتے ہیں اور تھواں ہیں لاکھوں کی مد میں لے رہے ہیں۔ یونیورسٹی default کرچکی ہے اب یونیورسٹی کو یہاں حکومت کا تو یہ حال ہے ہم جو ہے نہ اپنے بجٹ کے مطابق ہم ڈھائی ارب روپے گیا رہ یونیورسٹیوں کو دے رہے ہیں۔ لیکن کیا ان ڈھائی ارب روپے سے آپ کے یونیورسٹی اساتذہ کی تھواں ہیں پوری ہو گی؟ نہیں ہو گی سارے یونیورسٹیز جو ہے ناں چاہے بلوچستان یونیورسٹی ہو، چاہے BUITEMS ہو، چاہے لورالائی یونیورسٹی ہو، خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی ہو، چاہے اول حل کی یونیورسٹی ہو، چاہے تربت کی یونیورسٹی ہو، یہ تمام یونیورسٹیاں مالی بحران سے گزر رہی ہیں۔ جب مالی بحران ہو گئی یونیورسٹی میں تو کوئی اسکا لرنہیں جائے گا، کوئی ایم فل نہیں کرے گا، کوئی باہر کی دنیا نہیں جاسکے گا۔ تو یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے ہمارے PHD پاس۔ دوسرا جنا ب اسپیکر search کمیٹیاں بنائی گئیں۔ میں پہلے بھی یہاں بول چکا ہوں، سرج کمیٹی کا 2022ء کے ایکٹ میں یہ لکھا ہے کہ حکومت یا سرج کمیٹی تین نام وہ سلیکٹ کر کے وہ جا کر کے گورنر صاحب کو دینے، جو چانسلر ہوتا ہے، تین نام nominate کریا گا سرج کمیٹی۔ پھر گورنر صاحب کے پاس جائیں گے تین نام اور تین ناموں میں سے گورنر صاحب کا یہ اختیار ہے کہ ان تین ناموں میں سے کس نام کو ترجیح دینے۔ یہاں ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک یونیورسٹی کے لئے بھی کے یونیورسٹی کے لئے ایک بندے کا نام سرج کمیٹی نے propose کیا ہے first نمبر پر لیکن حکومت نے، گورنر نے نہیں، حکومت نے تیسرا نمبر پر آنے والوں کو خود جو ہے ناں اُس کی سسری گورنر ہاؤس بھیجی ہے یا بھیجی جا رہی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ merit کی پامالی ہے۔ یقیناً اس میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن جو ہمارا ڈیمیٹمنٹ ہے۔ اُس کو اور حکومت کو اس پر

سوچنا چاہئے کہ ہم اسکے لئے کیا کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں بول چکا ہوں کہ زراعت ہمارا وہ شعبہ ہے۔ جس کا جو ہمارا اکثر عوام کا انحصار اُس پر ہے جو ہمارے لوگوں کو کچھ پروڈیکشن دے سکتا ہے۔ اور اس پر ڈیپیکشن سے ہمارے عوام جو ہے نال وہ، وہ ان کو روزگار ملے گا۔ باقی ہمارے پاس تو آپ دیکھیں، سرکاری ملازمین پانچ سوارب روپے ہمارا نان ڈیپیکشن تک بجٹ پانچ چکا ہے۔ جن میں فیول ہے، جس میں اسٹیشنری ہے، بجٹ آپ کے ترقیات کے لئے عموماً جو رکھا گیا ہے۔ دوسرا نتیس ارب روپے یقیناً میں سمجھتا ہوں اتنی رقم اب بھی حکومت کے پاس موجود نہیں ہے۔ تو زراعت کا یہ شعبہ، اس شعبہ کو ترقی دینا چاہئے۔ ہمارا پورا زراعت ڈیپارٹمنٹ ہے، اُس کے سیکرٹری صاحب ہے اُس کا چار پانچ DG صاحبان ہیں DG ریسرچ ہے، DG ایکٹیشن ہے، DG جو ہے نال وہ جو ہے نال والٹر منجمنٹ ہے، DG یہ ہے۔ اسکے لئے farm houses بنائے گئے ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ کچھ ڈیپارٹمنٹ کو اس طرح ان کو وہ بجٹ نہیں دیا جا رہا ہے۔ جو ہمارے عوام نے خود اپنے بیویوں سے اپنے لئے باغات بنائے۔ ان کی حالت میں آپ کو بتا تھا چلوں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ قلعہ عبداللہ مسٹر صاحب بھی تشریف لائے ہیں مسٹر فائز صاحب، انکا اپنا ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ یہ باغات کا سب سے بڑا وہ تھا ہمارا یہ قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ ماضی کی سالوں کی خشک سالی اور قحط سے لوگوں نے زمینداروں کے لاکھوں درخت جو ہے نال وہ کٹ دیے ہیں۔ پانی کا لیوں اتنا نیچے گیا ہے کہ اب وہ زمیندار جن کا کمائے سالانہ لاکھوں کروڑوں روپے پر مشتمل تھے۔ آج وہ بچارے سارے کراچی کے ہوٹلوں میں کام کر رہا ہے اس لئے کہ ان کا زراعت مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ ہمارا قلعہ سیف اللہ ڈسٹرکٹ ہے وہ زراعت کے شعبے میں ہمارا پیشین ڈسٹرکٹ ہے، قلات اور مستونگ ہے، تمام ڈسٹرکٹس ہمارے زمیندار متاثر ہیں۔ یقیناً حکومت کو، اسکے لئے وفاقی حکومت نے اس کے لئے کوئی کام نہیں کیا ہے۔ سیلا ب آیا، ہمارے اکثر باغات یہ ہندے اوڑک جا کر کے وہ تمام باغات جو ہے نہ وہ ختم ہو گئے ہیں وفاق نے اُس دن وفاقی وزیر فرمائے تھے کہ ہم پتہ نہیں دس ارب روپے دیئے، لیکن یہاں خود وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا۔ وزیر اعلیٰ نے ہم سے کہا کہ ہمیں تو ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے وفاق کی جانب سے۔ تو اتنی بڑی غلط پیانی وفاق کی جانب سے کہ آپ نے ہمارے صوبے کو تو کچھ نہیں دیا جب بلاول بھۇز رداری نے دھمکی دی کہ ہمیں اگر اس بجٹ میں وفاق نے ہمارے زمینداروں کو سیلا ب سے متاثر ہو گوں کو پتے نہیں دیئے تو ہم حکومت سے راہیں جدا کر لیں گے۔ تو اتوں رات پھیس ارب روپے ان کے لئے رکھے گئے، تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ زیر زراعت صاحب یہ نوٹ فرمائیں کہ کم از کم سیلا ب متاثرین کے لئے اور جو زمینداروں کے لئے مزید مراجعات کا وہ کیا جائے، سب سیڈی دی جائے۔ بھلی کی مد میں بھلی نہیں مل رہی ہے یقیناً نہیں مل رہی ہے۔ اور جو بھلی زراعت کے لئے ہوتی ہے ان کا تو بالکل پیشین آپ ڈسٹرکٹ لے لیں قلعہ عبداللہ لے لیں، قلعہ سیف اللہ لے لیں، چوبیں گھنٹوں میں چار گھنٹے وہاں

پر بھلی نہیں ہوتی ہے۔ تو یہ زمینداری کس طرح ترقی کر گی۔ زمیندار بیچا رہ تو حیران اور پریشان ہوتا ہے۔ اور پھر یہ مصیبت ہوتی ہے کہ جب ہمارا سیب پہنچ جاتا ہے، وہاں سے وفاق دھڑکا دھڑکا ریان سے سیب مٹکوا یا جاتا ہے، یہ کیوں کر ہوتا ہے؟۔ جب ہماری سبزیاں پہنچ جاتی ہیں۔ ہمارے پاس خود اتنا سبزی ہمارے پاس انواع و اقسام کے سبزیات ہوتی ہے کہ آپ خود اپنے صوبے کا ضرورت ہم پورا کر سکتے ہیں لیکن باہر سے ایک دم، جب ہمارا ٹماٹر پہنچ جاتا ہے، تو ایک دم اور پرے ٹرال کے ٹرال جو ہے ناں وہ سیب پہنچ جاتا ہے۔ ہمارا بیچا رہ زمیندار لا ہو ریں مال چھوڑ کر کے وہ جو ہے ناں وہ کرایہ بھی نہیں دے سکتا ہے، وہ باغ کو گلایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ منظر صاحب اس کونوٹ فرمائیں گے یقیناً لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے خود منظر صاحب لوکل گورنمنٹ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچھی بات ہے انہوں نے انتخابات کرائے۔ اور اب جو ہے ناں آخری مرحلہ میں ہے۔ بہر حال ہمیں لوکل گورنمنٹ کے جو ہمارے نیچے درجے کے ہمارے منتخب نمائندگان ہیں، کو نسلر ہیں، چیزیں میں صاحب ہان ہیں، اُن کو بھی ہمیں جو ہے ناں کم از کم انہیں اتنا فند دینا چاہئے تا کہ کم از کم وہ اپنے یونین کو نسل کی سطح پر وہ مقامی وہ نیچے والا کام، ابھی ہر کام کے لئے علاقے کے لوگ جو ہے ناں وہ ایک پی اے کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ابھی یہ کو نسلر کا کام ہوتا ہے اگر کو نسلر کو با اختیار بنایا جائے۔ انہیں کچھ اختیارات دیا جائے۔ مالی اختیارات دیا جائے تو اس طرح ہمارے اسمبلی پران ممبران پر خود بوجھ جو ہے ناں وہ کم ہو جائے گا۔ میری امید ہے باقی صوبے میں تو ایکشن ہو گئے، کوئی بھی تک رہتا ہے، اُس کا بھی فیصلہ ہوا ہے delimitation ہو گی اس میں بھی وقت لگے گی۔ یقیناً یہ اسکے لئے منظر صاحب وہ اس پر تو جو دینگے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا سب سے بڑا ایشومن و امان کا ہے۔ اگرچہ ہمارے ریاست کی جو پالیسیاں لہر رہے ہیں۔ اُن پالیسیوں نے ہمارے امن و مان کی صورتحال کو تباہ و بر باد کر دیا ہے بالخصوص افغان پالیسی جو اختیار کی گئی جز ل ضیاء کے ذریعے، اُن پالیسیوں نے آج اس ملک کو اس نیچے تک پہنچایا ہے کہ آج یہ ملک، یہاں پر دہشتگردوں کا یہ ملک گڑھ بن چکا ہے۔ خود ہمارے سابق وزیر اعظم عمران خان نے تسلیم کیا کہ ہم نے جو مذکورات کئے، پیر سٹر سیف کے ذریعے اور ہم نے جو یہاں اقدامات اٹھائے۔ بجائے اسکے کہ یہ ملک ایک فلاجی ریاست ہوتی، بجائے اسکے کہ یہ ملک صحیح ڈگر پر چلتا، بجائے اسکے کہ یہ ملک جمہوریت کی راہ پر چلتا، ہم پہلے روز ہی فیصلہ کیا تھا کہ ہم نے اس ملک کو صحیح خطوط پر نہیں چلانا ہیں۔ یہ ملک تیس سال تک ایک صحیح آئین سے یہ ملک محروم رہا۔ 1956ء کا آئین بنایا گیا، دوسال کے بعد 1958ء میں خود، یہ انہوں نے security stake بنایا، ہم نے petronize کیا دہشتگردوں کو اور ابھی جب نیشنل سیکورٹی کمیٹی کا اجلاس ہوا، آج سے ایک ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے تو اس اجلاس میں وزیر اعظم صاحب سمیت تمام سروبر چیف صاحبان بیٹھے تھے، انہوں نے خود سب نے کہا، اعلامیہ آیا، کہ جو مذکورات ہم نے کئے وہ مذکورات غلط ہیں، جو دہشتگردوں کو جو پل چڑھنی جیل میں تھے انکو رہا کر کے یہاں لایا، اور پھر

ڈیشنٹرڈی کا وہ سلسلہ شروع ہوا اور ہمارا صوبہ بھی متاثر ہوا۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! منش نے صاحب نے جو پیش کیا ہے امن و امان کا میرے خیال سے سماں ہارب روپے صرف امن و امان پر رکھا گیا ہے۔ سماں ہارب روپے ہمارا لیوزن ہمارے پاس ہیں۔ ہمارے پاس QRF ہمارے پاس ہے اور پولیس ہمارے پاس ہیں اور ہم نے ریکوونٹ کیا ہے ایف سی کو آپ خود بتائیں۔ کہ ابھی ہر نئی میں واقعات ہو رہے ہیں۔ اور ایف سی کا چیک پوسٹ ہے نیچے ڈیا اس فٹ کئے گئے ہیں۔ ماگنی ڈیم کا واقعہ ہوا ابھی دوسرا واقعہ ہوا، تیسرا واقعہ ہوا تو کتنے واقعات ہوئے۔ یہ جناب اسپیکر! یہ امن و امان کا ہم پیسے تو دے رہے ہیں۔ لیکن امن و امان ہمارے پاس نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہو گی منش صاحب سے کہ وہ کم از کم یہ جو آپ نے لیوزن ایریا زخم کئے ہیں ہیں۔ لیوزن زبردست فورس ہیں لیوزن مقامی فورس ہیں کوئی کے بعض علاقے۔ منش صاحب وہ ہند اور ڈک پنجپاکی نو حصار اغمبر گ ان کو A ایریا شامل کیا گیا ہے۔ جو غلط ہے اسکو دوبارہ B ایریا میں شامل ہونا چاہئے۔ اور مجھے بعض دوستوں نے بتایا کہ ہمارے جو اہل اقتدار ہیں، صحیح وہ حقیقی اہل اقتدار ہیں۔ انہوں نے بھی لیوزن کی تعریف کی ہے۔ اور پولیس سے کہا ہے کہ صحیح طور پر اپنے چیک پوسٹ کو بھی وہ سنبھال نہیں سکتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ آپ لیوزن کو weapons well-trainings دیدیں انہیں جو ہے جدید وہ dams delay action dam بتائیں گے۔ اس کے لئے آپ چیک ڈیم ساتھیں اس کے لئے جو ہے آپ کا جو پانی کا سورج ہو گا، جب پانی آپ سٹور کریں گے اس کے لئے آپ چیک ڈیم بنائیں اس کے لئے جو ہے آپ کا جو پانی کا لیوں ہے وہ اپر آجائے گا۔ مگر بدقتی سے اس شعبے کو حظر اس کو پیسے دینے چاہئے، وہ نہیں ہیں۔ جو ڈیم بنائے گئے تھے۔ بالخصوص منش صاحب کے حلے میں ماضی میں ان کی حالت بھی لوگوں نے دیکھی کہ کتنا ڈیم پانی کے ساتھی بہہ گئے ہیں۔ کم از کم ان ڈیم جو بنائے جا رہے ہیں۔ ان پر خصوصی توجہ دی جائیں۔ اگر آپ نے ڈیم بنانا ہیں۔ ایک ڈیم بناؤ، اچھی چیز پر بناؤ جہاں پانی کا flow زیادہ ہو اور اس ڈیم کو Concrete کے ساتھ بنائے جائیں، مٹی کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ اور جب ایک ریلا آتا ہے۔ پچھلے سال آیا کتنے ڈیم بہا کر لے گئے۔ تو یہ irrigation کا جو شعبہ ہے یہ ایک بڑی اہمیت کی حامل شعبہ ہے اس پر یقیناً منش صاحب اس پر توجہ دیں گے۔ جو ہمارے پاس دوسرے شعبہ ہے وہ اس پلک ہیاتھ انجنئرنگ کا یہ شعبہ یقیناً کوئی شہر جو ہے یہ بڑا متاثر ہے۔ پانی سے بلکہ تمام صوبہ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں۔ اکثر ہمارے لوگ صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہپاٹاٹس بی کے مرض کے شکار ہوتے ہیں۔ آپ یہ جو گرین بیلٹ کہلاتا ہے نصیر آباد اور جھر آباد، ان کا تو میں سمجھتا ہوں آج ان کا کوئی نمائندہ بھی نہیں ہے۔ ماشاء اللہ وہ انکے اکثر

لوگ ہپاٹا میں بی کے مریض ہیں، بیچارے آپ اوس تھے محمد جائیں گے۔ آپ جفتر آباد جائیں گے، آپ دیگر علاقوں میں جائیں گے، یہی حال پستوں علاقوں کا ہے وہاں پینے کا صاف میسر نہیں ہے۔ ہمارے اکثر community basis کے جو PHE کے ٹیوب ویل ہیں وہ بند پڑے ہیں۔ واپڈا نے سینکڑوں ہزاروں جو آپ کے ٹیوب ویل ہیں۔ وہ payment نہ ہونے کی وجہ سے واپڈا نے ہمارے وہ جو ہے disconnect کئے ہمارے جو آب نوٹی کی جو سیکیمیات ہیں۔ کوئی میں کوئی پانچ ہزار سے زائد ٹیوب ویل ہیں۔ جس میں واسا، PHE، پرائیویٹ اور زمینداروں کے سائز ہے پانچ ہزار ٹیوب ویل ہیں۔ اور جو واسا کے ہیں ان میں اکثر PHE کے وہ disconnect ہیں۔ ہم نے تجویز دی تھی، حکومت نے مان بھی لی تھی ایک سو بہتر کوئی واسا کے مختلف ٹیوب ویل ایک سو بہتر جن کی سمری منظوری بھی ہوئی، منظر PHE نے کہا کہ یہ خوشخبری ہے کہ ہم 172 ٹیوب ویل جو ہیں ناں وہ واسا لے رہا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ جو ہے 172 ٹیوب ویل اکثر بند پڑے ہیں۔ حکومت کے کروڑوں روپے خرچ ہو گئے ہیں۔ ڈریلنگ پر خرچ ہو گئے ہیں۔ سرسیکل پر خرچ ہو گئے، اور کیمنگ پائپ پر خرچ ہو گئے۔ لیکن وہ ٹیوب ویل ابھی بند پڑے ہیں۔ ہم روز واسا کے چکر لگاتے ہیں واسا والا کہہ رہے ہیں۔ کہ ہمیں جو ہے ناں پیسے نہیں مل رہے ہیں، ہمارے تمام ٹیوب ویل جو ہے disconnect ہیں یقیناً منظر صاحب اس واسا اور PHE کا اس شعبے کو بھی وہ توجہ دیں گے۔ جناب اپیکر! آئی ٹھی ہمارا شعبہ ہے۔ منظر صاحب نے تو یہاں پر 2.2 ارب روپے کی لگت سے منظر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے کوئی سیف سٹی پر گرام کیلئے ہم رکھے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ کوئی سیف سٹی پر ہمیکش مکمل نہیں ہوا ہے۔ بہت ساری وارداتیں ہوتی ہیں۔ کوئی شہر کے اندر وارداتیں ہوتی ہیں۔ جب میرا بیٹا اغوا ہوا جس پوائنٹ سے انواعہ ہوا جب میں گیا وہاں پر ہم نے کہا کہ یہاں تو کیمرے بھی لگے ہوئے ہیں۔ کہاں گیا؟ کہاں اس وقت بھی نہیں تھی اس وقت کیمرے خراب تھے یا گاڑی جناح روڈ سے انواعہ ہوئی، کہا جا رہا ہے جب تھانے جاتے ہو کہ بابا! ابھی نکالو یہاں کتنا یہاں آپ کا سی سی ڈی وی کیمرے لگے ہوئے ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ یہ کیمرہ تو خراب ہے اس حوالے سے میرا رٹ پیشن بھی ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منظر صاحب یہ آئی ٹھی کے منظر صاحب تو نہیں ہیں، وزیر خزانہ تشریف فرمائیں۔ کم از کم یہ جو کوئی سیف سٹی کو سیکورٹی سرویلنس کیلئے اس کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ جناب اپیکر صاحب! ہمارا جو بہت ہی اہم شعبہ ہے معد نیات کا۔ جس طرح منظر صاحب نے فرمایا کہ ہم ریکوڈ یک کا معاهدہ کیا اور جس طرح انہوں نے کہا کہ ہمیں جو ہے ناں ابتدائی طور پر اتنے کروڑ میں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف ریکوڈ کا یہاں نہیں ہمارے پاس، ہمارے بہت سارے پرانے جو ہے ہمارا نہ منزل ہے جس میں کوئی نہ ہے جس میں کرومینیٹ ہے جس میں اور بھی بہت سے آپ جا کر کے دیکھ لیں یہ آپ ڈکی کا چکر لگا کر دیکھئے۔ ہر نائی تو آپ دیکھئے۔ آپ باقی سوریخ جا کر آپ دیکھیں آپ پیر اسماعیل جا کر دیکھئے

لیں آپ مچھ جا کر دیکھ لیں ایک بھی کوئے کا کان وہ جدید طرز پر نہیں ہے۔ حالانکہ پورا ڈیپارٹمنٹ ہے ماشینریل کا اونکا inspectorate ہے ان کا کمشنر الگ ہے ان کا ڈائریکٹر جزل الگ ہیں ہر ایک کا الگ الگ کام ہے۔ کام کیا ہے اس کا الگ اس میں لکھا گیا ہے کہ آپ نے جو ہیں ناں ماشینری دیکھ بھال کرنی ہے۔ آپ نے ماشین کے اندر جو ہوا کا وہ ہے، انکو آپ نے چھوڑنا ہے ہوا کے لیے آپ نے راستے بنانے ہیں۔ آپ جب وہاں لکڑیاں فٹ کریں گے تاکہ کان نیچے نگرے۔ اُنکے لیے الگ ہے اور مزدوروں کے فلاں و بہبود کے لیے الگ جو ہیں ناں کمشنریٹ ہے۔ آپ یقین کریں کہ ہر ماشینری سے وہ اس مد سے پیسے کاٹے جاتے ہیں۔ ایک، ایک پرسنٹ دو، دو پرسنٹ کاٹے جاتے ہیں لیکن ہمارے ماشینز کے جو غریب مزدور ہیں ان کی حالت دیکھنے کی قبل نہیں ہیں۔ اُن کی حالت یہ ہے کہ جب کوئی کان میں حادثہ ہوتا ہے تو دس، دس دن تک کوئے کا ماشین سے وہ لاشیں نہیں نکلتی ہیں۔ جدید دور میں ہم اتنے بے لس ہیں جناب اپیکر! کہ ہم نیچے پھنسنے ہوئے لاشوں کو نہیں نکال سکتے ہیں یہ ہماری حالت ہے اس جدید دور میں تو ماشین کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے ماشینریل وہ اس طرف خصوصی توجہ دیں گے۔ جناب اپیکر! دوسرا ہمارا شعبہ جو ہیں ناں ہمارے پاس وہ بڑا productive شعبہ ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: زیرے صاحب! آپ نے بہت ٹائم لے لیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! اب شعبہ وار پرتو آنے ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: ناں بات یہ ہے کہ اور بھی مجرم بات کرنا چار ہے ہیں میرے خیال سے میدم زینت شاہوائی صاحبہ نے بھی پرچی بھجوائی ہیں بات کرنے چاہی ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اپیکر صاحب! آپ صرف 10 منٹ مجھے اور دیدیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اس طرح تو میرے خیال سے پھر کوئی اسمبلی میں بات ہی نہیں کر پائیگا اگر ایک، ایک نے بولا ایک، ایک گھنٹہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں just a minute یہ بجٹ اجلاس ہے۔ یہ بجٹ اجلاس ہے ماہی گیری کا ہمارا شعبہ ہے 750 کلومیٹر طویل ہمارے پاس سمندر ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: conclusion کی طرف آ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ماہی گیری ہمارا بہت بڑا productive شعبہ ہے اگر ہم اس صوبے پر توجہ دے دیں آپ یقین کریں کہ ہمارے پاس اتنا پیسہ آیا گا لیکن کیا کیا جائے کہ جوڑا رز آتے ہیں جو باہر سے لوگ آتے ہیں ہمارے وہاں fisher-men ہیں ان کی حالت گوا در شہر میں جیونی میں، میں نے خود دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بڑی ہے میں

سمجھتا ہوں کہ ماہی گیری کا جو شعبہ ہے اس شعبے پر حکومت خصوصی توجہ دیدیں اور اس شعبے پر ہمیں آگے جانا چاہیے ماحولیات جناب اپسیکر! یہ بہت بڑا اہم شعبہ ہے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: زیرے صاحب! بجٹ سیشن پر جو مشاورات تھے وہ ہو گئے نا۔ پچھلے ہفتے ہمارا پری بجٹ تو سیشن تو ہو گیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: پوسٹ بجٹ اجلاس آئیں میں نے کچھ بولنا ہے۔ حکومت کو میں تجاویز دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: اتنی زیادہ تجاویز۔

جناب نصراللہ خان زیرے: منظر صاحب نوٹ فرم رہا ہے خزانے کے ہمارے آفسران بیٹھے ہوئے ہیں وہ نوٹ فرم رہے ہیں۔ ماحولیات کا جو ہمارا شعبہ ہے۔ یقیناً یہ بہت بڑا اہم شعبہ ہے۔ اس ماحولیات کی بارشیں آپ نے دیکھا۔ اس کی جب ہم نے تباہی کر دی، ہم نے جنگلات کاٹے، اس کی وجہ سے جو climate change آیا آپ نے دیکھے پچھلے سال جو بارشیں ہوئیں غیر معمولی بارشیں ہوئیں۔ ابھی غیر معمولی گرمی ہے یہ تمام چیزیں ماحولیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسکے لیے حکومت کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔ جنگلات جو میں نے پہلے کہا کہ یہ پروڈیکٹو شعبہ ہے۔ ہمارے تمام پہاڑ ہمارے تمام پہاڑ شنے کے درخت ہوتے تھے، چلغوزے کے درخت ہوتے تھے جنگلات کے حوالے سے آپ کا علاقہ سب سے بڑا مشہور تھا۔ شیرانی کا علاقہ۔ ژوب کا علاقہ۔ آپ کا جوزیارت کے صنوبر جنیں پستوں میں اوپتھیتے ہیں یہ ایسا جنگل ہے جو دنیا کے بڑے جنگلات ہیں اور ہر بولی قلات کا جنگل ہے وہ جنگل یہ جنگل ہمارے ہاتھ سے جارہے ہیں۔ محکمہ ہے لیکن روزانہ کٹائی ہو رہی ہیں درختوں کی۔ یہ جب آپ کٹائی کریں گے اس طرح ہے کہ آپ انسانوں کی کھانی کر رہے ہو یہ تباہی جب آئیگی جب اس طرح غیر معمولی بارشیں ہوں گی یہ تمام climate change سے آئیگی۔

دنیا نے climate change کے لیے بین الاقوامی کانفرنس کیے اربوں کروبوں روپے رکھے ہیں، ہم نے اس کے لیے کیا رکھا ہے یہ بجٹ میں ظاہر ہے ظاہری بات ہے کہ حکومت کو یہ شعبہ جو ہیں ناں اس تو توجہ دینی چاہیے جناب اپسیکر!

جناب اپسیکر! لا یو اسٹاک میں نے پہلے کہا تھا یہ ہمارا جو productive شعبوں میں سے لا یو اسٹاک بھی بڑا اہم شعبہ ہے۔ یہ شعبہ جناب اپسیکر! لا کھوں ہم مال مویشی پال سکتے ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے، جو سب سے لاغر ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کو 1.0% ہم نے جو ہیں ناں بجٹ دیا ہے، میں اوس نہ محمد کلیل فارم گیا ہوں۔ میں بھی گیا ہوں میں کوئی کلیل فارم دیکھا ہے آئیں ایک جانور بھی میں نے صحت مند نہیں دیکھا ہے۔ تمام لاغر وہاں ہیں۔ پورا ڈیپارٹمنٹ موجود ہیں اور اس کو ہم توجہ نہیں دے رہے ہیں جو پرائیویٹ جو ہمارے مال مویشی والے لوگ ہیں، جو آپ کے ضلع میں بھی ہیں۔ شیرانی میں بھی ہیں۔ پارکھان میں ہیں، کوہلو میں ہے قلات میں ہے وہاں جو ہمارے لا یو اسٹاک سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جو مال

مویشی ہیں جو پوندہ لوگ ہیں انکو حکومت وہ مراعات نہیں دے رہی ہے ہمارے پاس پورا ڈپارٹمنٹ ہے اس کے علاج معالجے کے لیے اسمیں بھی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ تو اس لیے جناب اسپیکر! اس ڈپارٹمنٹ پر توجہ کی سخت ضرورت ہے ملکیہ صحت کی طرف میں آتا ہوں جناب اسپیکر! ابھی تو تشریف فرماتھے منظر صاحب پتہ نہیں کہاں چلیں گے تو ہمارا ملکیہ صحت ہے یہ ملکہ یقیناً ہمارے عوام سے ڈائریکٹ تعلق رکتا ہے۔ آپ یقین جانیں جناب اسپیکر! آپ سول ہسپتال جائیں گے۔ آپ ٹرامائیٹر جائیں گے آپ بے نظیر ہسپتال جائیں گے آپ شیخ زید ہسپتال جائیں گے state of the art building ہے شیخ زید ہسپتال کا دو بجے کے بعد شیخ زید ہسپتال بند پڑا ہے دو بجے کے بعد شیخ زید ہسپتال۔ جو اتنا ہم مقام پر ہے وہ بند ہوتا ہے ناں کوئی ڈاکٹر ہوتا ہے اسی طرح بولان میڈیکل کالج ابھی آپ جا کر میں خود گیا ہوں بہرہاں گیا ہوں وہاں کوئی آپ کو نہیں ملیں گا وہاں آپ کو پینا ڈول نہیں ملیں گا جناب اسپیکر یہ ٹرامائیٹر ہے وہاں آپ جا کر دورہ کر لیں میں تو اگلے ہر دوسرے تیرے دن جاتا ہوں ٹرامائیٹر کوئی ناں کوئی حادثہ ہوتا ہے تو یہ ٹرامائیٹر کو trama center ہونا چاہیے اس میں مزید وارڈز بننے چاہیے۔ یہ جو راستے میں آپ کے کوئی، چن راستے ہے کوئی، ژوب ہے کوئی، قلات، خضدار ہے یہاں ٹرامائیٹر ہونے چاہیے اور بالخصوص ہمارے ڈاکٹر حضرات سے میری گزارش ہوگی کہ یقیناً آپ اپنے سیٹ پر آتے ہیں اپنے ڈسٹرکٹ کے سیٹ پر آتے ہو۔ جب جس دن آپ کامیڈیکل کا سیٹ کا مسئلہ ہوتا ہے اگر قلات کے سیٹ پر خضدار کے کسی بندے نے یا ژوب کے کسی سیٹ پر شیرانی کے کسی بندے نے کاغذات جمع کیے تو وہ اس پر کیس کریگا کہ میں شیرانی کا ہوں۔ میں دُکی کا بندہ ہوں اس سیٹ پر میرا حق ہے۔ لیکن جب وہ ڈاکٹر ہوتا ہے جب وہ ایم بی بی ایس کر جاتا ہے جب وہ الیف سی پی ایس کر جاتا ہے پھر وہ اپنے علاقے کے منہ تک نہیں دیکھتا۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں قلعہ سیف اللہ کا آپ کا مین ہائی وے پر ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے پتہ نہیں 60-70 ڈاکٹرز وہاں appoint ہیں وہاں صرف دو ڈاکٹر ڈیوٹی دے رہا ہے آپ کا ہسپتال ہے آپ کے اپنے حلقوے کا جناب اسپیکر صاحب! آپ کا اپنا ہسپتال ہے بند پڑا ہوا ہے اس کے باوجود کہ آپ ڈپٹی اسپیکر ہے، آپ اس ہسپتال کو کھول نہیں سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: موئی خیل کا بندہ نہیں پڑا ہے اسی میں ابھی بھی علاج چل رہے ہیں۔ آپ کو کسی نے غلط انفارمیشن دیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیری: اگر ایک ڈاکٹر صاحب اس کے علاوہ وہاں ڈیوٹی دے رہا ہے وہاں ڈیوٹی دے رہا ہے تو یقیناً ہم اس کے ان خدمات کو سراہتے ہیں بہر حال ڈاکٹر صاحب ان ہمارے بھائی ہیں ان کے مسائل بھی ہے ان کے مشکلات بھی ہے ان کے جو ہم نے ان کو دور دراز علاقوں میں appoint کیا ہے ان کی تغواہیں بھی ہم نے بڑھائیں ہیں

پچھلے دور حکومت میں ہم نے بڑھائی ہے اور اب بھی ڈاکٹروں کے مسائل بھی ہیں میں اگلے دن گیا تھا بولان میڈیکل کالج تو senior most professor جن کا گریڈ 21 تھا۔ وہ احتجاج پر اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں آج بھی سینٹر پروفیسر بیٹھے ہوئے ہیں اپنے جائز مطالبات تھا جس پر جن کا کوئی financial impact نہیں آ رہا ہے۔ لیکن حکومت کو، ڈسپارٹمنٹ کو یہ توفیق نہیں ہو رہی ہے کہ جا کر کے وہ ان سینٹر پروفیسرز سے ملیں، ڈاکٹر حضرات سے کہ ان کے مطالبات سنیں۔ اگلے دن YDA کے مسئلہ تھا جس دن بجٹ پیش ہو رہا تھا وہ آئے تھے یہاں ڈاکٹر حضرات تو میں گیا اُن کے پاس۔ اگلے دو روز میں سیکرٹری فناں کے پاس گیا کہ اُنکے کوئی چھسات کروڑ روپے اُنکی چھ ماہ کی تخلویت ہیں پھنسی ہوئی ہیں، سٹوڈنٹس کے وظیفہ پھنسا ہوا ہے۔ کل ملا کر 13 کروڑ روپے بن جاتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں ریلیز کر رہے ہو؟ بہر حال سیکرٹری صاحب نے مہربانی کی اُسی دن فائل پر دستخط کر لیے۔ اُن کو ریلیز کیے۔ تو میں سمجھتا ہوں حکومت کو محکمہ صحت پر خصوصی توجہ دیں۔ تمام ہسپتال پر خصوصی توجہ دینی چاہیے اور جناب اسپیکر! ان تمام ہسپتال میں ڈاکٹر حضرات سے میری دست بدست اُن سے یہ اپیل ہو گئی کہ خدارا یہ عوام آپ کے اپنے لوگ ہیں، ان کیلئے آپ اپنے سرکاری ہسپتال میں آپ خدمات سرانجام دے دیں۔ غریب لوگ ہیں بیچارے لوگ ہیں مہنگائی کے اس دور میں کوئی اس قابل نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتال میں علاج کرائیں۔ وہ نان شبینہ کیلئے مجبور ہیں۔ وہ اپنے بچوں کے رات کے کھانے کیلئے مجبور ہیں۔ وہ جب آپ کے سرکاری ہسپتال میں علاج نہیں ہو گا تو وہ بیچارے لامحالہ پرائیویٹ ہسپتال وہ طرف رُخ کریں گے۔ تو میری گزارش ہو گئی جناب اسپیکر! اس وقت 45% بچے لا غر بچ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے کتنا افسوس کا مقام ہے۔ 12 لاکھ بچے ہمارے آؤٹ آف اسکول ہیں کہ یہ کتنی افسوسناک امر ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ اُس صحت کا شعبہ ہو چاہے تعلیم کا شعبہ ہو ہمیں پرائزیری سے لیکر ہائی، ہائی سے لیکر کے جو ہمارا سینڈری ہے، پھر ہائی ریجوکشن ہے، اُس پر ہمیں توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ کے دس منٹ پورے ہو گئے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یقیناً میں نے آپ کا بہت وقت لیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت زیادہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یقیناً یہ کھلیل و ثقافت کا شعبہ، ثقافت، صحت اور آثار قدیمہ کا جوشубہ ہے یہ بڑا ہم ہوتا ہے دنیا میں۔ دنیا میں آپ جائیں گے تو اُنکے عجائب گھر، جب بھی آپ جاؤ تو کہیں گے کہ پہلے آپ نے عجائب گھر کا دورہ کرنا ہیں۔ ہمارے عجائب گھر کیسے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ حکومت نے ابھی نیشنل گیمز کرائے یقیناً باہر سے لوگ آئے۔ وہ بھی میڈیز جو ہے ناں سارے میڈیز جو ہے ناں ایک طرف گئے عوام

Players جو ہے ناں وہ بیچارے رہ گئے بہر حال یہ اقدامات اچھا اقدام تھا کہ انہوں نے حکومت نے نیشنل گیمز کرائے کم از کم ہمارے نوجوانوں کو تو کچھ ملا۔ جناب اسپیکر! میری Last میں یہ ہو گی کہ ترقی نسوں کیلئے جو شعبہ ہے جناب اسپیکر! خواتین ہماری آبادی کا پورا حصہ آدھا حصہ ہے جب تک خواتین empowerment نہیں ہوں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خواتین بات کرنا چاہی ہیں انکو موقع دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جب تک ہم خواتین کو حقوق نہیں دیں گے جب تک ان کیلئے روزگار کا ہم بندوبست نہیں کریں گے جب تک انہیں تحفظ حاصل نہیں ہو گی۔ ہم نے یہاں صحیح کیا Harrasment-Bill خاتین کی تعلیم پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ہماری پاس کرایا۔ لیکن اب بھی ہماری خواتین اُس طرح آگے نہیں آ رہی ہیں۔ خواتین کی تعلیم پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ہماری سب سے زیادہ کم اسکول پر ائمہ اسکول و خواتین کی ہیں۔ آپ خواتین کے اسکولوں کو، بچیوں کے اسکولوں کو زیادہ بنائی جائیں جناب مفت صاحب جب آپ بچیوں کی تعلیم کریں گے جب ایک بچی وہ تعلیم یافتہ ہو گی، جب وہاں بننے کی تو پورا خاندان جو ہے ناں اُسمیں تبدیلی آئے گی تو ترقی نسوں کیلئے آپ کو ان کو ملازمتوں میں پورا حصہ دینا چاہیے۔ ان کیلئے الگ کوٹھہ ہونا چاہیے اور تمام شعبہ جات میں چاہے پولیس ہو، چاہے ایف آئی اے ہو، چاہے ہمارے دیگر شعبہ جات ہوں۔ ابھی آپ اسیلی اٹھا کر دیکھیں، یہاں 6 سو سے زیادہ ملازمین ہیں کتنی خواتین یہاں کام کرتی ہیں؟ یہ بیچاری صرف ہم نے گھروں میں انہیں قید خانوں میں رکھا ہوا ہے۔ بڑی بڑی دیواریں تعمیر کی ہیں ان قید خانوں میں ہماری خواتین ہیں کم از کم ہمیں خواتین کو جو ہے باعزت طریقے سے خود ہماری خواتین چاہے پشتوں ہیں، چاہے بلوج ہوں، چاہے ہمارے ہزارے ہیں، ہمارے باقی جو یہاں بننے والے لوگ ہیں سب عزت دار ہیں۔ انکو جو ہے ناں ہمیں جو ہے نہ ترقی دینی چاہیے۔ باقی جو پولیس ہمارا بڑا ہم شعبہ ہے یقیناً وہ خدمات سرانجام دے رہا ہے پولیس کی تنخوا ہیں جو ہے نہ باقی صوبوں سے کم ہے یہاں کی کم از کم ہمیں پولیس کی جو دن رات شہروں میں ڈیوٹی کرتی ہے۔ ان کی تنخوا ہوں میں اور لیویز کی تنخوا ہوں میں جو ہے ناں مزید اضافہ کرنا چاہیے۔ حکومت نے اچھا کیا ہے ملازمین کیلئے 1 سے 16 گریڈ تک 35% اضافہ کیا ہے۔ یہ یقیناً اچھا اقدام ہے۔ اور 17 گریڈ سے پھر 22 گریڈ تک ان کیلئے بھی اضافہ کا اعلان کیا ہے۔ تو یقیناً اچھا اقدام ہے۔ ہیلتھ کارڈ جاری کیا ہے اس ہیلتھ کارڈ کو یقیناً ہر بندے کے جو مجبور ہے جو غریب ہے انکو یہ ہیلتھ کارڈ ملنا چاہیے۔ اس ہیلتھ کارڈ کیلئے 5.5 ارب روپے حکومت نے رکھے ہیں، یہ بہتر اقدام ہے۔ اسکو ہم سراحتی ہیں جو دوسرا انڈومنٹ فنڈ کا ہے وہ بھی بڑا اچھا پروگرام ہے اس کو جاری رہنا چاہیے اس انڈومنٹ پروگرام سے بہت سارے ایسے مریض جو کینسر کے patient ہیں، جدول کے patient ہیں پانچ چھ diseases اُسمیں آتے ہیں۔ اس میں ایک دو کا اور اضافہ کرنا چاہیے ابھی ہمارا ایک دوست نے ایکسٹرینٹ کیا ہے یہ ایم ایچ ہسپتال میں وہ کوئہ میں پڑا ہوا ہے۔

میں خود گیا وزیر اعلیٰ کے پاس کہ وہ بیچارہ غریب لوگ ہیں۔ میں، تینیں لاکھ روپے سی ایم ایچ ہسپتال نے تو لے لیا۔ اب وہ کہہ رہے ہیں کہ اسکو تو ہم یہاں سے نہیں ہلا سکتے ہیں۔ اُنکے پاس پیسے نہیں ہے تو اب اُس کا علاج کسی بھی طرح بولتے ہیں حکومت کے پاس ایس ایس پی پروگرام ہے اُسیں دولاکھ روپے دے رہے ہیں اور انڈومنٹ فنڈ میں یہ disease شامل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ میڈم زینت شاہوںی صاحب! آپ نے جو ہے فلور سنجھاں لی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you very much۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے سُننے کی، جو آپ میں صبر کا پیانہ شاید بعد میں آپ میں لبریز ہوا۔ بہر حال میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جیسا overall زیرے صاحب آپ نے بلوجستان کے بہت مسائل کو جو ہے فلور پر اجاگر کیا۔ ہمارے ساتھ ٹائم کی کمی ہوتی ہے مختلف ایم پی ایز جو ہیں دوسرے ہاتھ اور پر کرتے ہیں کہ ہمیں ٹائم دیا جائے۔ تو یقیناً آپ نے پی ایس ڈی پی اور بلوجستان سے متعلق بہت اچھا speech کیا۔ جی میڈم۔

محترمہ زینت شاہوںی: شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! جان جمالی صاحب چلے گئے، انہوں نے ایک بات کہا تھا، میں نے کہا اُس کا جواب دے دوں۔ انہوں نے کہا تھا so-called-opposition، تو اپوزیشن والے رہا مان گئے۔ یہ بات تو غلط نہیں ہے، اس دفعہ تو اپوزیشن ہی نہیں ہے، سب گورنمنٹ میں ہیں۔ اگر کوئی اپوزیشن میں ہے تو وہ صرف میں ہوں۔ اگر انقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے تو مجھے بنایا جا رہا ہے۔ ابھی بجٹ کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ اپنی آمدی، اخراجات اور ضروریات کو دیکھ کر بنایا جاتا ہے۔ ایک فیڈرل بجٹ ہے اور ایک ہمارے صوبے کا بجٹ ہوتا ہے۔ ان بجٹ کے لیے پیسہ ہم لوگ مختلف ٹیکسٹوں کی مد میں پیسے generate کر کے وہ فیڈرل بجٹ کے لیے اور صوبے کی بجٹ کے لیے بھی رکھتے ہیں اس میں ڈولپمنٹ سیکٹر ہمارے سیکٹر کے بجٹ رکھا جاتا ہے اور نان ڈولپمنٹ نان ڈولپمنٹ بجٹ میں جو سیکٹر ہے اُس میں ہماری ملازمین کی تنخوا ہیں ہیں، گاڑیاں ہیں۔ پیش ہیں، یہ سب چیزیں وغیرہ ہیں۔ تو ابھی ملازمین کی تنخوا ہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ بہت اچھی بات ہے کہ ملازمین کی تنخوا ہوں میں اضافہ ہوا ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناکافی ہے کیونکہ جو مہنگائی کا تقابل ہے وہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ملازمین کی تنخوا ہوں میں اپنے گھر کے بجٹ کو صحیح طریقے سے نہیں چلا سکتے ہیں۔ یہ تو سرکاری ملازمین کا ہے باقی ہمارے بہت سے نوجوان ہیں جو پرائیوریٹ سیکٹر میں کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے گوشت کھانا بہت دُور کی بات ہے اُن کے لیے دال اور سبزی پر گزارہ کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں فیڈرل گورنمنٹ جو مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں بڑی طرح ناکام ہوئی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ

غیر بیوں کا خیال رکھتے ہوئے کچھ مہنگائی کو کم کریں تاکہ عوام کو روپیلیف دے سکیں۔ اور ڈولپینٹ سیکٹر میں یہ ہیں کہ ہماری جو ترقیاتی اسکیمیات ہیں، اپنے علاقوں کے لیے جیسے سکول، ہسپتال، ہماری سڑکیں ہو گئے ہیں۔ ہسپتالوں میں لوگوں کے لیے دوائیاں ہو گئے۔ ہم آپ کے لیے اسٹریٹ لائٹس ہو گئے ہیں۔ یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ اور اس کے لیے جو بجٹ آتا ہے تو لوگ اپنی تجاویزات اپنے علاقے کے ضروریات کو بیکھیں۔ اپنی تجاویزات جمع کی جاتی ہے۔ میری تعلق کوئئی سے ہیں اور کوئئی کا ایک قدیم علاقہ سریاب ہے، جس سے میری تعلق ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ جیسے کوئئی کے دوسرے علاقے ترقی کی رفتار جہاں تیز ہیں تو سریاب کے لوگ بھی اُسی طرح آگے جائیں۔ لیکن بدقتی سے سریاب جو ہے کوئئی کے دوسرے علاقوں کی بُنیَت تھوڑا پیچھے ہے۔ وہاں چیزیں اور سہولیات نہ ہونے کی برابر ہیں۔ میرے سریاب کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ جواہم مسئلہ ہے وہ یہ روزگاری کا ہے۔ کیونکہ ہمارے آبادی کا 60 فیصد جو ہیں نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ جب اُنکے پاس روزگار نہیں ہوگا تو وہ اپنے مسائل کو کس طرح حل کرے گے۔ اگر روزگار ہوگا تو اُنکے دس مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ اور وہ بڑے راستوں اور کرائنز کی طرف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ مصروف ہو جائیں گے۔ نہیں تو سریاب جیسا علاقہ، میں بھی ہوں کہ میرے سریاب کے جو غریب لوگ ہیں وہ غریب نوجوان طلباء کے لیے سکول ضروری ہیں سکولوں میں ٹیچرز اور غریبوں کے لیے سکالر شپ جو نہیں ملتے ہیں عام طور پر جو سکالر شپ ہیں ان میں سننے میں آجاتا ہے جب چیک دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو چیک دینے گے جو آدھے پیسے ہمیں واپس کریں گے اس قسم کے ہمارے صوبے میں حالات ہیں۔ ہمارے جو سریاب کے نوجوان ہیں ان کو لیپ ٹاپ دیا جائے تاکہ وہ ترقی کی راہ میں اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکے۔ ہمارے سریاب کے گلیاں جواندھیرا ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ ان اندر ہیرے راستوں میں روشنی یعنی اسٹریٹ لائٹس ہوں۔ تاکہ سریاب جیسا علاقہ بھی آگے آئے۔ میں نے بھی اپنے علاقے کے لوگوں کی تجاویزات لیے ان کی ضروریات کو دیکھے۔ ہمیشہ اپنی تجاویزات جمع کیے تاکہ میرا علاقہ بھی ترقی کر سکیں۔ لیکن جام صاحب کے دور میں یہ لوگ تو کہتے تھے کہ لوگوں کو فنڈ زدیا جاتا ہے ہمارے حلقوں میں مداخلت کیا جاتا ہے وقت تو نہیں بدلہ اُس سے بھی بڑے حالات ہیں۔ ابھی تو چیف منٹر صاحب چھ چھ مہینے اسمبلی میں نہیں آتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ، جس دن اُس سے غصہ آتا ہے، شاید پھلی دفعہ اس بجٹ سے پہلے جب وہ آئے تھے انہوں نے کہا کہ میں کسی کو جواب دنہیں ہوں۔ میں اپنے رب کو جواب دہ ہوں۔ کیوں؟ کوئی اُس سے کوئی سوال نہ کرے۔ کیسے آپ سے سوال نہ کریں؟ آپ ایک عام شخص ہو، یا اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہو، آپ جواب دہ ہو، ہمیں جواب دہ ہو، آپ تمام بوروں کو جواب دہ ہو، آپ بلوچستان کے عوام کے جواب دہ ہو۔ جب سے آپ بیٹھے ہو آپ نے لوگوں کو انتقام کا نشانہ بنایا ہے۔ آپ مجھے بتاؤ کہ آپ کس کے کہنے پر یہ کر رہے ہو۔ اگر آپ میں صلاحیت نہیں ہے، آپ پیار ہو، تو استعفی دے سکتے ہو۔ ضروری نہیں

ہے کہ کرسی کے ساتھ چھٹے رہو۔ بہت سارے لوگ ہیں ممبرز ہیں یہاں جو بلوچستان کو آپ سے بہتر طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ 21-2020ء کی میری اسکیمیات تھی، لوکل گورنمنٹ ایک کرپٹ ادارہ ہے۔ جہاں نظر کہتے ہیں کہ میں مجبور ہوں۔ آپ مجبور ہو، آپ چھوڑ دو۔ بھوتانی صاحب! آپ نہیں چلا سکتے ہو، چھوڑ دیں آپ کیوں لوگوں کے اسکیمیات آپ کا ڈیپارٹمنٹ بیچتا ہے؟ کیوں دوسرے لوگوں کو دیتا ہے؟ آپ لوگ بلوچ کہتے ہو؟ میرے دل میں پشتوںوں کے لیے بہت بڑی عزت آپ لوگوں سے زیادہ ہیں۔ میری اسکیمیات کو پی اینڈ ڈی میں بند کیا، میں گئی ہوں دُمڑ صاحب کو۔ میں سلام پیش کرتی ہوں دُمڑ صاحب کو کہ انہوں نے کہا نہیں میدم آپ کی اسکیمیات ہیں میں بند نہیں کروں گا کوئی جواب لینا چاہتا ہے مجھ سے آکے لے۔ اُس کے بعد فناں میں بند کیا گیا۔ شاباش ہے زمرک صاحب کو کہ اُس نے میرا ساتھ دیا۔ میں اُس کی پہلے بھی عزت کرتی تھی ہمیشہ عزت کرتی رہوں گی۔ انہوں نے کیا۔ اُس کے بعد جو میرے اسکیمیات پہلے بھی میری اسکیمیات کو بھیجا گیا، اے ڈی کونٹ کا اے ڈی ایک خاتون انیلہ، وہ انیلہ آفس ہی نہیں آتی تھی۔ اُس کا شوہر ظفر صاحب ادارے کو چلاتے تھے۔ کیا سی ایم صاحب اُس سے پوچھ سکتے ہیں؟ بھوتانی صاحب نہیں پوچھ سکتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی کا ڈیپارٹمنٹ کیسے چلاتے ہو؟ اُس میں سب کی اسکیمیات بیچ دی ہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ جنگل کا یہاں قانون ہیں۔ اُس کے بعد یہ بات کو رٹ تک گئی۔ کو رٹ نے اُس کی بیوی کو بلا یا۔ اُس کو بلا یا گیا۔ اُس کی بیوی رورہی تھی۔ شوہر کہتا ہے کہ ٹھیکیدار آتے ہیں میری بیوی کیسی بیٹھ جائے؟ تو آپ اپنے بیوی کا ٹرانسفر کر دو کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں۔ یا آپ حکومت چلاوے گے؟ اُس کا دفتر آپ چلاوے گے؟ پیسے کماوے گے؟ بڑا کماو آپ لوگوں کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اور آپ دیکھیں تمام زیادہ تر اسکیمیات لوکل گورنمنٹ میں جارہے ہیں آخر کیا وجہ ہے؟ زیادہ اسکیمیات لوکل گورنمنٹ کس لیے جارہے ہیں؟ ابھی جو 23-2022ء کے میری اسکیمیات جو مجھ سے نہیں لیا گیا بعض لوگوں کے سفارشات کے بعدی ایم صاحب مجبور ہو گئے، میری اسکیمیات لیے۔ پھر جب لوگوں کو پتہ چلا، پھر دوڑیں لگ گئیں۔ میری اسکیمیات کو اپنی لسٹوں میں ڈال کر لوکل گورنمنٹ کے پاس لے گئے تھے کہ یہ میری اسکیمیات ہیں۔ پھر سی ایم سیکرٹریٹ سے میں نے نکال کر لے گئے کہ بھائی یہ اسکیمیات نہیں ہیں اسکو بہت کچھ ملا ہے، بہت زیادہ ملا ہے لیکن پھر بھی اُس کو صبر نہیں ہے۔ اور آجائے اور آ جائیں جتنا بھی آ جائیں انکے لیے کم ہیں۔ میں کہتی ہوں انہوں نے ابھی دیکھا پا گل ہو گئے یہ لوگ۔ اپوزیشن میں بیٹھ کر گورنمنٹ چلا رہے ہیں۔ ایسا کبھی بھی نہیں ہوا ہے۔ پہلی دفعہ ہم لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ تو اُس کے بعد ہر طرح سے hurdle create کیے گئے میرے لیے۔ لیکن میں بہت صبر ناک انسان ہوں۔ نہ میں کسی سے ڈرتی ہوں اور نہ کسی کی پرواہ کرتی ہوں آپنے کام کو میں جاری رکھتی ہوں۔ نہ میں ان سے ڈرتی ہوں یہ کیا سمجھتے ہیں کہ میں ان سے خوفزادہ ہوں۔ یہاں بھی اور میدان میں بھی میں ان کے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اُس کے بعد ابھی میری اسکیمیات، میں

اے ڈی کے پاس گئی ہوں۔ اے ڈی کہتا ہے کہ میڈم میں مجبور ہوں۔ بھائی عصمت بازی صاحب آپ کے تو بڑی تعریف ہو رہی تھی کہ بہت ایماندار بندہ ہیں جب میں دوستین جمال دینی صاحب جو سکریٹری ہیں، کہتے ہیں ابھی وہ ریٹائر ہو رہے ہیں زیادہ پسے لے رہے ہیں کمار ہے ہیں آخری ٹائم ہے۔ تو میں گئی ہوں کہا کہ دوستین صاحب! یہ اسکیمات میری ہیں۔ کہتے ہیں نہیں میڈم وہ ہے۔ بھائی کمال کا آرڈر ہے۔ کہ اس کے کام کرو کا جائے۔ آپ کو سے سی ایم صاحب نے کہا؟ میں سی ایم صاحب سے پوچھتی ہوں کہ یہ ہائی کمان کون ہے جو بلوچستان کو چلا رہا ہے؟ سی ایم صاحب اُسکو آپ سامنے لائیں۔ کیونکہ ہمارے ممبر زیچارے سارے رہ گئے بس، ہائی کمان اب بلوچستان کو چلا رہا ہے۔ تو دوستین صاحب نے مجھے یہ کہا۔ میں نے کہا آپ ایک اچھے آفسر اور ایماندار آفسر ہو، آپ ایمانداری سے اپنا کام کرو۔ آج آپ اس کرسی پر بیٹھے ہو، کل آپ اس کرسی پر نہیں ہونگے۔ ابھی بھی ہم یہاں بیٹھے ہیں کل ہم یہاں نہیں ہوں گے۔ اور لوگ آئیں گے لیکن یہ بتیں یاد رکھی جائے گی۔ لیکن وہ بندہ کہ ”بس نہیں“ order کا high command ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے بس۔ ابھی کیا کیا، ایک سال بعد میرے کاموں کو upload کیا گیا، ایک ہمارے MPA کے نام پر۔ میری تمام اسکیمات اُسکو دیے ہیں۔ یہاں تقریباً سارے منشروعوں کو پتہ ہے میں سب کے پاس گئی۔ اسی لئے گئی کہ یہ لوگ اس بات کا گواہ رہیں کہ میں ان سب کے پاس اپنا مسئلہ لے کے گئی ہوں۔ تو اس MPA تک بھی یہ بات پہنچی۔ اُس نے کیا کیا، اُن میں سے چار اسکیمات کسی unelected bondے کو دے دئے تاکہ میرا نام پھੱپ جائے تاکہ میرے نام کا لوگوں کو پتہ نہ چلے۔ اُس نے کیا کیا چاراؤں کو دے دئے۔ لیکن مجھے، ظاہر ہے میری اسکیمات ہیں، آپ کیسے اٹھ کر، میں ابھی زیرے صاحب کے اسکیمات لے لوں ہمیں لے سکتی ہوں نا؟ تو اس کے اپنے اسکیمات ہیں اس کے اپنے علاقے کے ہیں لوگوں نے تجویز دیئے ہیں جب اسکیمات میرے ہیں میں نے تجویز میرے علاقے کے لوگوں نے دیئے ہیں، P&D سے میں نے نکلا ہے، فناں سے میں نے، ابھی سی ایم صاحب! آپ High Command کے order پر پلیٹ میں حلوہ کی طرح رکھ کر اس بندے کو دے دیں۔ تو اس کی توعید ہو گئی وہ تو خوش ہو گا۔ لیکن میں اپنے یہ سوالات سی ایم صاحب کے لئے چھوڑتی ہوں کہ اس ایوان میں آجائیں، میں نے اس ایوان میں اُس سے سوالات کئے ہیں، میرے جوابات وہ دے دیں کہ جب سے آپ کی گورنمنٹ آئی ہے ابھی 24-2023ء کا یہ بجٹ میں یہ فناں منظر بیٹھے ہوئے ہیں مجھے ایک اسکیم بھی نہیں دیا ہے اور پہلے بھی میری اسکیمات کسی اور دے دیے، میں یہ سوالات اُن سے پوچھنا چاہتی ہوں، کہ وہ آئیں یہاں ایوان میں بیٹھیں اور میرے سوالات کے جوابات دے دیں، کہ وہ high command کون ہے جو بلوچستان چلا رہا ہے اور آپ blackmail ہوا اور آپ مجبور ہو، اُسکے کہنے پر جارہے ہو۔ لیکن یہ میرے لوگوں کا حق ہے، میرے سریاب کے لوگوں کا حق ہے، میں اپنے لوگوں کے لئے ہر فرم پڑھوں گی۔ اور

آج سے بجٹ سیشن میں، میں وہاں نیچے پر امن احتجاج کر کے وہیں بیٹھوں گی تاکہ سی ایم صاحب آئیں ہمیں مطمئن کریں کہ آیا آپ کی کیا مجبوریاں ہیں؟ آپ ہمیں جواب دے ہیں۔ آپ پورے بلوچستان کے جواب دے ہیں۔ پورا بلوچستان برپا دھوچ کا ہے، آپ کی وجہ سے۔ آپ کے سونے کی وجہ سے، آپ کی تو نیندیں پوری نہیں ہوتیں۔ وہ کہتا ہے میں سویا ہوں یا نہیں ہوں وہ مجھے پتہ ہے آپ لوگوں کو پتہ نہیں ہے میں خدا کو جواب دہ ہوں۔ نہیں آپ پورے بلوچستان کے جواب دہ ہیں، آپ ہمارے جواب دہ دیں، اس لئے میں پر امن احتجاج کرتی ہوں وہاں پر اپنی بجٹ سیشن attend کرو گی تاکہ سی ایم صاحب میرے سوالات کا جواب دیں وہ ہمیں جواب دے ہیں۔ شکر یہ ڈپلی اپلائیکر صاحب! آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپلی اپلائیکر: شکر یہ میدم۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اپلائیکر! بجٹ عوام کا پیسہ ہوتا ہے، tax collect ہوتے ہیں حکومت ان سے بجٹ بناتی ہے، وہ یہ عوام کا پیسہ ہوتا ہے۔ جو اسکیمات ہم تجویز دیتے ہیں، محض ہم تجویز دیتے ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ پیسہ میں اپنی جیب سے دے رہا ہوں۔ یا وزیر اعلیٰ صاحب دے رہے ہیں۔ یا کوئی اور منستر۔ تو میرے حلقہ انتخاب میں یقیناً ماضی میں ہوا ہے کہ ہمارے بہت سارے بڑے بڑے زماء کے نام پر، سیاسی رہنماؤں کے نام پر، hospitals بننے ہیں، colleges بننے ہیں، research center بننے ہیں، جس طرح ذالفقار علی بھٹو کے نام پر، خان عبدالولی خان کے نام پر یونیورسٹی بنی ہے۔ اسی طرح کوئی میں میرے اپنے حلقہ انتخاب میں خان شہید عبدالصمد خان اچھنی کے نام پر میں نے کالج بنایا، اب وہ start ہو گیا ہے اسی طرح joint road پر، اسی طرح روڈ پر خان شہید کمپلکس بنتا ہے یہ تمام جو کوئی میں مفتی محمود ہسپتال بنتا ہے اسی طرح شیر پاؤ ہسپتال بنتا ہے باچا خان hospital بنتا ہے، یہ سب عوام کے پیسوں سے بنے ہیں کسی کی ذاتی جیب کے خرچوں سے نہیں بنے ہیں۔ تو جناب اپلائیکر! ابھی اس سال بجٹ میں ملی شہید عثمان خان کا کڑ کے نام سے research center اور لائبریری اور ایک model school کی حکومت نے تجویز دی ہے۔ یقیناً یہ عوام کے ٹیکسوس سے جو پیسہ بنتا ہے بجٹ سے اُس سے یہ تمام چیزیں ہم اسکیمات مکمل کرتے ہیں یا حکومت مکمل کرتی ہیں لیکن بعض شرپند عناصر، بعض فسادی، بعض مخالفین، بعض مخربین، وہ اس بات کو تقدیم کا نشانہ بنارتے ہیں، ملی شہید عثمان خان کا کڑ جیسا باجرات شخص، جس نے اپنے عوام کیلئے پتوں کیلئے، بلوچ کیلئے، بیہاں کے مظلوموں کیلئے، انہوں نے آواز اٹھائی، اُن کیلئے ایک research center کی اگر تجویز ہے PSDP میں، اگر اُس کیلئے لائبریری کی تجویز ہے تو اس پر ہمارے کچھ عناصر وہ تنخ پا ہو رہے ہیں، جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں، جو دوسروں کے ایجنسیز پر کام کر رہے ہیں تو انکو تنخ پا نہیں ہونا چاہیے، ماضی میں میں نے بیان کئے، بہت سارے ہمارے بڑے بڑے لیڈر حضرات کے نام پر، اُنکا حق ہے۔ ابھی ابھی باچا

خان کے نام پر اگر hospital بن جاتا ہے تو بacha خان کی اتنی جدوجہد ہے، اگر مولانا مفتی محمود کے نام پر hospital چلاک میں بنتا ہے تو انکا حق ہے۔ اگر سردار عطاء اللہ مینگل کے نام پر کوئی research center بنتا ہے، تو انکا حق ہے، وہ research center میں سب لوگ آ کرو ہاں پڑھیں گے، research کریں گے۔ وہ کسی کی ذاتی، ذات کی جاگیر ہے کیا؟ جاگیر نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ پیسہ کو ہوتا ہے یہ عالم کا پیسہ ہوتا ہے تو میں حکومت کا یقیناً اس پر، بات پر داد دیتا ہوں کہ اس کو انہوں نے reflect کیا ہے یہ میں شہید کے اُن تاریخی کارنا میں کا وہ جدوجہد کے اُنکا وہ صلہ ہے کہ اُنکے نام پر research center بننے تاکہ اُنکے زندگی پر وہ عوام ہمارے لوگ research کر سکیں، بہت بہت شکر یہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ میڈم! آپ کا point تو آگیا ہے اسمبلی میں فلور پر record میں بھی آگیا ہے جو آپ لوگوں کے مسائل و مشکلات ہیں یقیناً اگر CM صاحب ہوتے تو وہ اس پر بات کرتے، ابھی وہ ہے نہیں۔ تو وزیر خزانہ صاحب اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو۔

انجینئر زمرک خان اچنگزی (وزیر خزانہ و خوارک): حقیقت میں گورنمنٹ میں ہماری جمہوری حکومت ہے ہمیں یہاں پر بیٹھے ہوئے سب کی جو ہے حیثیت برابر ہے کیونکہ سارے منتخب نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہماری بھینیں ہیں یہ، اُنکے بھی شکایت شاید میں کہوں گا کہ ہوں گی لیکن میں اتنا کہتا ہوں کہ آپ کے جو points ہیں وہ ہم نے نوٹ کر لیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب سے میں بھی بات کر لوزنگا اور جو valid ہوگی انشاء اللہ میں یہ کوشش کروں گا کہ CM صاحب بھی اسکو جو ہے honour کریگا اور اس کو جو ہے اسکیم، میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ شاید نہ کریں، شاید کچھ باقی میں ایسی ہوں کہ وہ وہاں پر بیٹھ کر ہم پھر discuss کبھی کر سکتے ہیں اور سامنے بیٹھ کے اُن سے کوئی time لے لیں گے اور اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے اگر آپ کو ایسی کوئی شکایت ہو۔ ابھی میں request کروں گا آپ کے توسط سے کہ آج کا یہ احتجاج واپس کر لیں، پھر انشاء اللہ میں بات کر کے آپ لوگوں کو مطمئن کر کے انشاء اللہ اسکا جواب دے دوں گا۔ شکریہ جناب اسپیکر

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ وزیر خزانہ صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 23 جون 2023ء بوقت صبح 11 بجے تک ملتوي کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجگر 57 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)